بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 30

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

18 ذوالحجہ 1442 ہجری قمری • 29 وفا 1400 ہجری شمسی • 29 جولائی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ○(المائدہ:70)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصرانی جو بھی اللہ پر ایمان لایا اور یوم آخر پر اور نیک عمل بجالایا اُن پر کوئی خوف نہیں اور وہ کوئی غم نہیں کریں گے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 جولائی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کو ایذا رسانی کبھی اچھا پھل نہیں دے سکتی
جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں ان کو ستا کر اور دکھ دے کر بھی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اس کو دھوکہ دے رہا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہو، ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے۔ اور ایک اور شخص بار بار کہے کہ یہ مرجاوے یا اور اسی قسم کی دلآزاری کی باتیں کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے اور وہ باپ جس کے بچے کیلئے وہ شخص بددعائیں کررہا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق میں کہہ رہا ہے ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے؟ اسی طرح پر اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ کا رنگ رکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں پرورش پاتے ہیں۔ وہ ان کا متولّی، متکفّل اور ان کیلئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز، روزہ رکھنے والا ہو) ان کی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکھ دینے پر کمربستہ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش مارتی ہے اور ان کی مخالفت کرنے والوں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس کے ایک محبوب کو دکھ دینا چاہا ہے۔ اس وقت پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ۔ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اسی ذات کو خوش کرنا تھا جس کو ایک دوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے۔ پھر وہ رضا کا مقام کیونکر ملے جب تک غضب الٰہی دور نہ ہو۔ اور وہ نادان ان اسبابِ غضب سے ناواقف ہوتا ہے، بلکہ اپنے نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بالکل راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے۔ اس طرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت میں ہے اور آستانۂ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوشِ ربوبیت میں پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا ہے، یہاں تک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے۔ اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہوجاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہوسکتا ہے۔ اس طرح پر اس کا ایمان سلب ہوجاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم میں سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کو ایذارسانی کبھی اچھا پھل نہیں دے سکتی۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں ان کو ستا کر اور دکھ دے کر بھی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اس کو دھوکہ دے رہا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 314، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

نبی خدا کے فضل سے معصوم ہوتا ہے تو پھر اسکے اِغۡفِرۡلِیۡ کہنے کا کیا مطلب؟
مومن کے مختلف درجات کے لحاظ سے اِغۡفِرۡلِیۡ کے مختلف معانی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ ابراہیم آیت نمبر 42 رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نبی خدا کے فضل سے معصوم ہوتا ہے پھر نبی کا یہ کہنا کہ اغفرلی اس کا کیا مطلب؟ دراصل غیر عارف انسان کی نظر محدود ہوتی ہے۔ اس کی نظر انسان تک ہی جاتی ہے اور انسان تک ہی تسلی پا جاتی ہے مگر عارف کی نظر اوپر جاتی ہے اور بلند ہوتی جاتی ہے۔ وہ سمجھ لیتا ہے کہ بندے کی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کیا ہستی ہے۔ سورج کے سامنے ایک ذرہ کی کیا حیثیت ہے۔ کیونکہ آخر انسان اسی کی مخلوق ہے۔ اس کی زندگی بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہے اور ہدایت بھی اسی کی طرف سے آتی ہے۔ غالب نے کیا ہی عمدہ کہا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پس نبی چونکہ عارف ہوتا ہے وہ اپنی ہستی کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ میں کررہا ہوں وہ میں نہیں بلکہ خدا ہی کررہا ہے۔ اس لئے وہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ میرے وجود کو زیادہ سے زیادہ مخفی کردے اور اپنے وجود کو زیادہ سے زیادہ ظاہر فرما۔ گویا اغفرلی کے اس صورت میں یہ معنے ہوتے ہیں کہ اے خدا تجھے میری ہی محبت کا واسطہ ہے کہ اپنا پردہ مجھ پر ڈال دے۔ یعنی میرا وجود مٹا کر تیرا وجود میرے ذریعہ سے ظاہر ہونے لگے اور یہ امر ظاہر ہے کہ بندہ کے ذریعہ سے جس قدر اللہ تعالیٰ کا وجود ظاہر ہوگا اسی قدر وہ اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہوگا۔

ہاں جب دوسروں کیلئے یہ لفظ آئے تو اس وقت ان کے حسب مراتب اس لفظ کے معنے ہوں گے۔ ایک اعلیٰ درجہ کا مومن یہ لفظ استعمال کرے گا تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ کمزوریاں جو حصولِ کمال سے محروم کرتی ہیں ان سے مجھے بچا لے۔ درمیانی درجہ کے مومن کیلئے یہ لفظ استعمال ہوگا تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ میری خطاؤں کو ڈھانپ کر مجھے اعلیٰ ترقیات کی توفیق دے اور عام مومن یہ لفظ استعمال کرے تو یہ مطلب ہوگا کہ میرے قدم کو ایمان پر استقلال سے قائم رکھ۔ میرے گناہ مجھے کہیں لے نہ ڈوبیں اور ایک متلاشی حق یہ لفظ استعمال کرے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ میرے گناہ مجھے ہدایت پانے سے محروم نہ کردیں اس لئے میرے گناہ معاف کر۔ اس لفظ کا استعمال مختلف مواقع کے لحاظ سے ایسا ہی ہے جیسے جَبَّار کا لفظ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کیلئے آتا ہے تو اس کے معنے مصلح کے ہوتے ہیں اور جب یہی لفظ بندے کیلئے آتا ہے تو اس کے معنے سرکش اور قانون شکن کے ہوتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی نسبت فرماتا ہے اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ۔ تو جب اللہ تعالیٰ ان کو چن لیتا ہے تو پھر ان میں گناہ کہاں سے آسکتا ہے۔ جب وہ دنیا سے الگ کرکے خدا تعالیٰ کے قرب میں بٹھا دیئے گئے تو پھر ان کے پاس شیطان کہاں سے آئے گا۔ شیطان تو خدا تعالیٰ کے نام سے بھی بھاگتا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ۔ میرے بندوں پر یقیناً تجھے کوئی تسلط حاصل نہیں۔ پس جب قانون یہ ہے کہ جو ادنیٰ عبودیت کے مقام پر ہو اللہ تعالیٰ اسے بھی شیطان کے تسلط سے محفوظ رکھتا ہے تو انبیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہوتے ہیں ان کے پاس شیطان کا گزر کیسے ہوسکتا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 489، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

برمحل مال خرچ کرنے اور دوسروں کو علم سکھانے کی فضیلت

(1409) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے: رشک نہیں کرنا چاہئے مگر دو ہی (آدمیوں) پر۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور پھر اس کو برمحل خرچ کرنے کی توفیق دے اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے صحیح علم دیا ہو اور وہ خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کو بھی سکھاتا ہے۔

صدقہ وزکوٰۃ پاکیزہ مال سے دینا

(1410) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ دیا اور اللہ پاکیزہ چیز ہی قبول کرتا ہے اور اللہ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ پھر صدقہ دینے والے کیلئے اس کو بڑھاتا ہے، اسی طرح جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنا بچھڑا اپالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (صدقہ) پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جولائی 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
خلاصہ خطبہ عیدالاضحیہ حضور انور فرمودہ جولائی 2021
اختتامی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ کینیڈا 2008
اہم سوالات کے جوابات: از حضور انور ایدہ اللہ
نیشنل عاملہ لجنہ کینیڈا کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور
وصایا

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

عربی اُمّ الالسنہ اور الٰہی زبان ہے جو خدا نے الہام سے انسان کو سکھائی
اگر کوئی ثابت کرے کہ اسکی زبان کو بھی یہ فضیلت حاصل ہے تو اُسکے لئے پانچ ہزار روپے کا انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب "منن الرحمٰن" روحانی خزائن جلد 9 سے پیش کر رہے ہیں۔ منن الرحمٰن آپؑ کا ایک عظیم الشان علمی کارنامہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان سے مَیں نے اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اسی بنا پر مَیں نے اس کا نام "منن الرحمٰن" رکھا ہے۔ اس میں آپؑ نے ثابت فرمایا ہے کہ زبان شروع میں ایک ہی تھی اور وہ عربی زبان تھی جو کہ الٰہی اور الہامی زبان ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں جو یہ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اسماء سکھائے اس سے مُراد عربی زبان ہے۔ پھر آہستہ آہستہ زبانیں مختلف ہو گئیں لیکن ان کا منبع اور ماخذ اور بنیاد یہی عربی زبان تھی۔ اس جہت سے آپؑ نے ثابت فرمایا کہ تمام زبانوں کا آپس میں اشتراک ہے اور یہ اشتراک اس طرح ہے کہ تمام زبانیں عربی زبان سے ہی نکلی ہیں اس لحاظ سے عربی کو اُمُّ الالسنہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ نے ثابت فرمایا کہ زبان انسان نے نہیں بنائی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کو پیدا کیا تو اُسے یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کو بولنا بھی سکھایا جیسا کہ وہ فرماتا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کہ اُس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر اُسے بولنا بھی سکھایا اور بیان سے اِس جگہ دراصل عربی زبان ہی مُراد ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ثابت فرمایا کہ پہلی زبان، الٰہی زبان اور الہامی زبان عربی ہے باقی زبانیں اسی سے نکلی ہیں اس لئے عربی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ اس لحاظ سے تمام زبانوں کا آپس میں اشتراک بھی ہے۔ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے عربی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تقریر وتحریر اور سوچ اور خیالات کی وسعت کو الفاظ کا جامہ پہنانے کے لئے عربی زبان میں مفردات (رُوٹ) کا ایک لشکر جرار ہے جبکہ باقی زبانیں اس لحاظ سے قحط کا شکار ہیں۔ مثلاً سنسکرت زبان کے فاضل بیان کرتے ہیں کہ اس میں چار سو روٹ سے زیادہ نہیں مگر عربی کے محققوں نے تحقیق کی ہے کہ اس کے مفردات ستائیس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ پس ہر موقع اور محل کیلئے عربی میں مفردات کے لشکر کا ہمہ وقت تعینات رہنا بتاتا ہے کہ عربی اُمُّ الالسنہ اور الہامی زبان ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

زبانوں پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا باہم اشتراک ہے۔ پھر ایک دوسری عمیق اور گہری نظر سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچتی ہے جو ان تمام مشترک زبانوں کی ماں زبان عربی ہے جس سے یہ تمام زبانیں نکلی ہیں۔ اور پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کی فوق العادت کمالات پر اطلاع ہو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف اُمّ الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے الہامی زبان صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی مناسبت رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی ہدایت کے لئے آئی ہے وہ الہامی زبان میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو اُمّ الالسنہ ہو تا اس کو ہر یک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں۔ (منن الرحمٰن رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 129)

آپؑ نے فرمایا : اس سلسلہ تحقیقات میں ہمارے ذمہ تین مرحلوں کا طے کرنا ضروری ہوگا۔

پہلا مرحلہ :: زبانوں کا اشتراک ثابت کرنا۔

دوسرا مرحلہ :: عربی کا اُمّ الالسنہ ہونا بپایۂ ثبوت پہنچانا۔

تیسرا مرحلہ :: عربی کا بوجہ کمالات فوق العادت کے الہامی ثابت کرنا۔

اب ہم ذیل میں عربی کے اُمُّ الالسنہ اور اس کے الہامی ہونے کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ دلائل اور اس تعلق میں آپؑ کا پُرشوکت انعامی چیلنج پیش کرتے ہیں۔

عربی کے اُمُّ الْاَلْسِنَہ اور الہامی ہونے پر پانچ دلائل

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر کہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے مندرجہ ذیل پانچ دلائل دلائل پیش فرمائے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا : عربی کے فضائل خاصہ سے جو اسی زبان سے خصوصیت رکھتے ہیں جن کی ہم انشاء اللہ اپنے اپنے محل پر تشریح کریں گے اور جو اس کے اُمّ الالسنہ اور کامل اور الہامی زبان ہونے پر قطعی دلیل ہے پانچ خوبیاں ہیں جو مفصّلہ ذیل ہیں۔

پہلی خوبی :: عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری خوبی :: عربی میں اسماء باری و اسماء ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضائے انسان اپنی اپنی وجوہ تسمیہ میں بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

تیسری خوبی :: عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے ان کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

چوتھی خوبی :: عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں یعنی زبان عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

پانچویں خوبی :: عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔ (منن الرحمٰن رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 137)

عربی کے ام الالسنہ ہونے کے متعلق پانچ ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام عربی کے اُمُّ الالسنہ ہونے کے متعلق پانچ ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

اگر ہم اس دعوے میں کاذب ہیں کہ عربی میں وہ پانچ فضائل خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں اور کوئی سنسکرت دان وغیرہ اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ ان کی زبان بھی ان فضائل میں عربی کی شریک و مساوی ہے یا اس پر غالب ہے تو ہم اس کو **پانچ ہزار روپیہ** بلا توقف دینے کے لئے قطعی اور حتمی وعدہ کرتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ وعدہ انعام ہمارا عام لوگوں کے بے ہودہ اشتہارات کی طرح نہیں تا کوئی یہ خیال کرے کہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کس نے دینا اور کس نے لینا۔ بلکہ ہم اعلان دیتے ہیں کہ ایسا شخص جس طرح چاہے اپنی تسلی کر لے اور اگر چاہے تو یہ روپیہ بینک سرکاری میں رکھا جائے اور چاہے تو کسی آریہ مہاجن کے پاس یہ روپیہ جمع کرا دیا جائے اگر ہم اس کی درخواست کے موافق جمع نہ کرا دیں یا درخواست کے شائع ہونے اور بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے ہم تک پہنچنے کے بعد ایک ماہ تک ہم روپیہ کو جمع نہ کراویں تو بے شک ہم کاذب اور لاف زن ٹھہریں گے اور ہماری ساری کارروائی پایۂ اعتبار سے گر جائے گی۔ (ایضاً صفحہ 139)

آیات جو عربی کے ام الالسنہ ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ جسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔ سو بیان سے مراد جس کے معنے بولنا ہے زبان عربی ہے جیسا کہ دوسری آیت اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ سو خدا نے مبین کے لفظ کو عربی کیلئے ایک خاص صفت ٹھہرایا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لفظ بیان کا عربی کے صفات خاصہ میں سے ہے اور کوئی دوسری زبان اس صفت میں اس کی شریک نہیں......

اس آیت میں غور کر یعنی اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ کیونکہ اس آیت میں مقصود دو باتیں ہیں۔ قرآن کی فضیلت کا ذکر اور اسکی تلاوت اور سوچنے پر ترغیب اور یہ غرض بجز اسکے حاصل نہیں ہو سکتی کہ عربی کو سیکھیں اور اس میں مہارت تامہ حاصل کریں پس اسی اشارت کی غرض سے خدا تعالیٰ نے آیت عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کو مقدم کیا پھر بعد اسکے آیت عَلَّمَهُ الْبَيَانَ کو لایا پس گویا کہ اس نے یہ کہا کہ احسان دو احسان ہیں (ا) قرآن کا اتارنا اور عربی کو بلاغت فصاحت کیساتھ مخصوص کرنا اور آدم کو عربی کی تعلیم دینا تا نوع انسان اس سے متنفع ہو کیونکہ عربی علوم عالیہ کی مخزن ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی ہدایتیں ہیں جیسا کہ تدبر کرنیوالوں پر پوشیدہ نہیں۔ (ایضاً صفحہ 188)

توریت سے عربی کے اُمُّ الالسنہ ہونے کا ثبوت

توریت کی نص صریح سے یہ بات ثابت ہیکہ ابتدا میں بولی ایک ہی تھی پھر خدا تعالیٰ نے بمقام بابل ان میں اختلاف ڈال دیا۔ (پیدائش باب 11) اور یہ بات ہر یک فریق کے نزدیک مسلّم ہے کہ بابل اُسی سر زمین پر شہر آباد تھا کہ جہاں اب کربلا ہے پس اس سے تو توریت کے بیان کا ماحصل یہی نکلا کہ تمام زبانوں کی ماں عربی ہے۔ (ایضاً صفحہ 135)

آدم کی بولی جنت میں عربی تھی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ابن عساکر جو مقبول اور ثقہ ہے ابن عباس سے اپنی تاریخ میں بیان کرتا ہے کہ بہ تحقیق آدم کی بولی جنت میں عربی ہی تھی اور اسی طرح عبد الملک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث لایا ہے اور دوسرے اہل علم بھی دوسری روایتوں سے بیان کرتے ہیں سو انہوں نے کہا ہے کہ عربی ہی پہلی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آدم کے ساتھ بہشت سے اُتری ہے۔ پھر ایک زمانہ کے بعد محرف ہو گئی اور اس سے اور زبانیں پیدا ہو گئیں اور تحریف کے بعد جو پہلی زبان ظاہر ہوئی وہ سُریانی تھی۔ (ایضاً صفحہ 214)

قرآن تمام الٰہی کتابوں کی ماں، مکہ تمام دُنیا کی ماں، عربی تمام زبانوں کی ماں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ کے اس قول☆ میں فکر کر کہ یہ قرآن عربی ہے تا تو مکہ کو کہ جو تمام آبادیوں کی ماں ہے ڈراوے اور

☆ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (شوریٰ:8)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تیری طرف عربی قرآن وحی کیا تا کہ تُو بستیوں کی ماں کو اور جو اسکے اِرد گرد ہے ڈرائے۔

باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت عمرؓ نے عدالت میں مساوات اور انصاف کا لحاظ رکھنے کی تلقین فرمائی

حضرت عمرؓ نے قانونِ شریعت سے واقفیت کیلئے محکمہ افتاء کا قیام فرمایا اور چند صحابہ کو نامزد فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی سے فتویٰ نہیں لیا جائے گا

حضرت عمرؓ نے ملک میں امن قائم رکھنے کی خاطر اَحۡدَاث یعنی پولیس کا محکمہ قائم فرمایا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

جو چاہتا ہے کہ وہ اَلۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ یعنی قوی اور امانت دار کو دیکھے تو اس شخص (عمرؓ) کو دیکھ لے

اے لوگو! عمر اور اس کی آل کیلئے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا ان کا اتنا ہی حق ہے جتنا عام مسلمانوں کا ہے، اس سے زیادہ کا نہیں (حضرت عمرؓ)

چوالیس اوّلیاتِ عمر کا بیان

چھ مرحومین: مکرم سرِ پتو ہادی سسوٗ ویو صاحب آف انڈونیشیا، مکرم چودھری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن اللہ داد صاحب بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب، مکرم حمید اللہ خادم ملہی صاحب ربوہ، مکرم محمد علی خان صاحب پشاور، مکرم صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب آف میری لینڈ امریکہ، عزیزم فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9؍جولائی 2021ء بمطابق 9؍وفا 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ محکمہ قضا کے اجرا کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ قضا کے صیغہ کا اجرا فرمایا۔ تمام اضلاع میں باقاعدہ عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔ حضرت عمرؓ نے قضا کے متعلق قانونی احکامات بھی صادر فرمائے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 195 تا 198، ادارہ اسلامیات کراچی 2004)

قاضیوں کے انتخابات میں ماہرین فقہ کو منتخب کیا جاتا لیکن حضرت عمرؓ اسی پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ان کا امتحان بھی لیتے تھے۔ قاضیوں کی گراں قدر تنخواہیں مقرر فرماتے تاکہ کوئی غلط فیصلہ نہ کر دے۔ دولت مند اور معزز شخص کو قاضی مقرر فرماتے تاکہ فیصلہ کے وقت کسی کے رعب میں نہ آ سکے۔ حضرت عمرؓ نے عدالت میں مساوات اور انصاف کا لحاظ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ایک دفعہ حضرت اُبَی بن کعبؓ کے ساتھ کسی قسم کا جھگڑا تھا۔ حضرت اُبَیؓ نے زید بن ثابتؓ کی عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ زیدؓ نے حضرت عمرؓ اور اُبَی کو بلایا اور حضرت عمرؓ کی تعظیم کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر اُبَیؓ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 199، 200، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

یعنی کہ ہم دونوں اب فریق ہیں۔ فریقین کو فریق کی طرح دیکھو اور ساتھ ساتھ بٹھاؤ، نہ کہ مجھے عزت دو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی کا ایک دفعہ ایک جھگڑا اُبَی بن کعبؓ سے ہو گیا تھا۔ قاضی کے پاس معاملہ پیش ہوا۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور آپؓ کے آنے پر (قاضی نے) اپنی جگہ ادب سے چھوڑ دی‘‘ کہ یہ خلیفۂ وقت ہیں۔ ’’حضرت عمرؓ فریقِ مخالف کے پاس جا بیٹھے اور قاضی سے فرمایا کہ یہ پہلی بے انصافی ہے جو آپ نے کی ہے۔ اس وقت مجھ میں اور میرے فریق مخالف میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے تھا۔‘‘

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انوار العلوم، جلد 8، صفحہ 300)

حضرت عمرؓ نے افتاء کا محکمہ بھی جاری فرمایا۔ قانونِ شریعت سے واقفیت کیلئے محکمہ افتاء کا قیام فرمایا اور چند صحابہ کو نامزد فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی سے فتویٰ نہیں لیا جائے گا۔ ان میں حضرت علیؓ یعنی فتویٰ دینے والوں میں حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابودرداءؓ تھے۔ ان لوگوں کے سِوا اگر کوئی اَور فتویٰ دیتا تو حضرت عمرؓ اسے منع کر دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ ان مفتیان کی بھی وقتاً فوقتاً جانچ کرتے رہتے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 202، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں ایک صیغہ فتویٰ کا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد زمانۂ خلفاء میں قاعدہ تھا کہ شرعی امور میں فتویٰ دینے کی ہر شخص کو اجازت نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اتنی احتیاط کرتے تھے کہ ایک صحابی، غالباً عبداللہ بن مسعودؓ تھے، جو دینی علوم میں بڑے ماہر بھی تھے اور ایک جلیل القدر انسان تھے انہوں نے ایک دفعہ کوئی مسئلہ لوگوں کو بتایا اور اس کی اطلاع آپؓ کو پہنچی یعنی حضرت عمرؓ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو آپؓ نے فوراً ان سے جواب طلب کیا کہ کیا تم امیر ہو یا امیر نے تم کو مقرر کیا ہے کہ فتویٰ دیتے ہو؟ دراصل اگر ہر ایک شخص کو فتویٰ دینے کا حق ہو تو بہت سی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں اور عوام کیلئے بہت سے فتاویٰ ابتلا کا موجب بن سکتے ہیں کیونکہ بعض اوقات ایک ہی امر کے متعلق دو مختلف فتوے ہوتے ہیں اور دونوں صحیح ہوتے ہیں۔ یعنی کہ صورتِ حال کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔ مسائل کو اگر گہرائی سے دیکھا جائے تو اس میں لچک ہوتی ہے اس صورت میں یہ فتویٰ ہوگا اور اس صورت میں یہ فتویٰ ہوگا مگر عوام کیلئے یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ دونوں کس طرح درست ہیں۔ اس لیے وہ پھر ابتلا میں پڑ جاتے ہیں۔

(ماخوذ از خطاب جلسہ سالانہ 17 مارچ 1919ء، انوار العلوم، جلد 4، صفحہ 404)

پھر اسی طرح محکمہ پولیس کا اجرا کیا۔ حضرت عمرؓ نے ملک میں امن قائم رکھنے کی خاطر اَحۡدَاث یعنی پولیس کا محکمہ قائم فرمایا۔ اس محکمہ کو احتساب، امن و امان، بازار کی نگرانی وغیرہ کے اختیارات دیے تھے یعنی کہ لوگوں کو دیکھنا کہ وہ صحیح طرح باتوں پر عمل درآمد کر رہے ہیں کہ نہیں۔ کسی کے حق مارے جا رہے ہیں تو ان کی ادائیگی کروانا۔ جو انتظامی معاملات تھے انہیں دیکھنا جب تک معاملہ قاضی کے پاس نہیں جاتا۔ امن و امان، بازار کی نگرانی وغیرہ، یہ سارے نگرانی کے اختیارات تھے۔ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ جیلیں بھی بنوائیں۔ اس سے قبل جیلوں کا رواج نہیں تھا۔ سخت سزائیں بھی مجرموں کو دی جاتی تھیں۔

پھر اسی طرح بیت المال کا قیام ہے۔ حضرت عمرؓ سے قبل جو بھی مال آتا وہ فوری تقسیم ہو جاتا۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ایک مکان خرید کر بیت المال کیلئے وقف کیا گیا لیکن وہ بند ہی رہتا تھا کیونکہ جو بھی مال آتا اسی وقت تقسیم ہو جاتا۔ 15؍ہجری میں بحرین سے پانچ لاکھ کی رقم آئی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اس رقم کا کیا کیا جائے۔ ایک رائے یہ تھی کہ سلاطین شام میں خزانے کا محکمہ قائم ہے۔ چنانچہ اس رائے کو حضرت عمرؓ نے پسند فرمایا اور مدینہ میں بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ حضرت عبداللہ بن ارقم کو خزانے کا افسر مقرر کیا گیا۔ بعد میں مدینہ کے علاوہ تمام صوبہ جات اور ان کے صدر مقامات میں بیت المال قائم کیے گئے۔ حضرت عمرؓ عمارتوں کی تعمیر میں کفایت شعاری سے کام لیتے تھے مگر بیت المال کیلئے نہایت مستحکم اور شاندار عمارتیں بنوایا کرتے تھے۔ بعد میں

ان پر پہرے دار بھی مقرر کیے گئے تھے۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 203 تا 205، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

اس کیلئے سیکیورٹی کا پورا نظام تھا۔ بیت المال کے مال کے متعلق حضرت عمرؓ خود حفاظت فرماتے تھے۔ ایک واقعہ تاریخ میں آتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ایک آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شدید گرمی تھی۔ میں حضرت عثمانؓ کے ہمراہ ’عالیہ‘ مقام میں ان کے مال مویشیوں کے پاس تھا۔ مدینہ سے نجد کی جانب چار سے آٹھ میل کے درمیان کی وادی ہے اس ’عالیہ‘ کہتے ہیں۔ آپؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جو دو نوجوان اونٹ ہانک کرلے جا رہا تھا یعنی حضرت عثمانؓ نے دیکھا کہ ایک آدمی آرہا ہے اور جوان اونٹ اس کے آگے آگے چل رہے ہیں اور زمین شدید گرم تھی۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اس شخص کو کیا ہوا ہے! اگر یہ مدینہ میں رہتا اور موسم ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلتا تو اس کیلئے بہتر ہوتا۔ جب وہ شخص قریب آیا تو حضرت عثمانؓ کے ملازم کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے کہا چادر میں لپٹا ہوا ایک شخص ہے جو دو نوجوان اونٹ ہانک رہا ہے۔ پھر وہ شخص اَور قریب ہوا تو حضرت عثمانؓ نے پھر فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطابؓ تھے۔ میں نے عرض کی کہ یہ تو امیر المومنین ہیں۔ حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور دروازے میں سے سر باہر نکالا لیکن گرم ہوا کی لپٹ پڑی تو آپؓ نے سر اندر کرلیا اور پھر فوراً ہی دوبارہ حضرت عمرؓ کی طرف منہ کر کے عرض کیا۔ آپؓ کو کس مجبوری نے اس وقت گھر سے نکالا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا صدقے کے اونٹوں میں سے یہ دو اونٹ پیچھے رہ گئے تھے ان کے علاوہ باقی سارے اونٹ ہانک کرلے جائے جا چکے تھے تو میں نے چاہا کہ ان کو چراگاہ میں لے جاؤں۔ مجھے ڈر تھا کہ یہ دونوں کھو جائیں گے۔ پھر اللہ مجھ سے ان کے بارے پوچھے گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اے امیر المومنین! آپؓ سائے میں آئیں اور پانی پئیں۔ ہم آپؓ کیلئے کافی ہیں۔ ہم خدمت کرلیتے ہیں۔ ہم بھیجنے کا انتظام کردیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنے سائے میں لوٹ جاؤ، تم جاؤ سائے میں بیٹھو۔ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس وہ ہے جو آپؓ کے لیے کافی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنے سائے کی طرف لوٹ جاؤ۔ پھر حضرت عمرؓ چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جو چاہتا ہے کہ وہ اَلۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ یعنی قوی اور امانت دار کو دیکھے تو اس شخص کو دیکھ لے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ عمر بن نافع نے ابوبکر عیسیٰ سے روایت کرکے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے میں حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ صدقے کے وقت آیا۔ حضرت عثمانؓ سائے میں بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ ان کے پاس کھڑے ہوکر وہ باتیں ان سے کہتے جاتے جو حضرت عمرؓ کہتے تھے اور حضرت عمرؓ باوجود سخت گرمی کے دن ہونے کے دھوپ میں کھڑے تھے اور آپؓ کے پاس دو سیاہ چادریں تھیں۔ ایک کی تہبند باندھ لی تھی اور ایک سر پر ڈال لی تھی اور صدقے کے اونٹوں کا معائنہ کررہے تھے اور اونٹ کے رنگ اور ان کی عمریں لکھتے تھے۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ کتاب اللہ میں تم نے حضرت شعیب کی بیٹی کا یہ قول سنا ہے؟ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ (القصص: 27) یقیناً جنہیں بھی تُو نوکر رکھے ان میں بہترین وہی ثابت ہوگا جو مضبوط اور امانت دار ہو۔ پھر حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ وہی اَلۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 667، عمر بن الخطاب، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان 2003ء)
(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد 16، صفحہ 279، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں ایک دفعہ باہر قُبّہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اتنی شدید گرمی پڑ رہی تھی کہ دروازہ کھولنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اتنے میں میرے غلام نے مجھے کہا دیکھئے اس شدید دھوپ میں باہر ایک شخص پھر رہا ہے۔ مَیں نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جس کا منہ شدتِ گرمی کی وجہ سے جھلسا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کوئی مسافر ہوگا مگر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وہ شخص میرے قُبّہ کے قریب پہنچا اور میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی میں گھبرا کر باہر نکل آیا اور میں نے کہا: اس وقت گرمی میں آپ کہاں؟ حضرت عمرؓ فرمانے لگے: بیت المال کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا جس کی تلاش میں میں باہر پھر رہا ہوں۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 8، صفحہ 314-315)

اونٹ کے گمنے کا یہ بھی ایک واقعہ آتا ہے۔ پہلے بھی ایک دفعہ بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک دفعہ بیت المال کا مال تقسیم کررہے تھے کہ ان کی ایک بیٹی آگئی اور اس نے اس مال میں سے ایک درہم اٹھالیا۔ حضرت عمرؓ اسے لینے کیلئے اٹھے۔ آپؓ کے ایک کندھے سے چادر ڈھلک گئی اور وہ بچی اپنے گھر والوں کے پاس روتی ہوئی بھاگ گئی اور وہ درہم اس نے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ حضرت عمرؓ نے انگلی ڈال کر اسکے منہ سے وہ درہم نکالا اور اس کو مال میں لاکر رکھ دیا اور کہا اے لوگو! عمر اور اسکی آل کیلئے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا ان کا اتنا ہی حق ہے جتنا عام مسلمانوں کا ہے۔ اس سے زیادہ کا نہیں۔ ایک اَور روایت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے ایک دفعہ بیت المال میں جھاڑو دیا تو ان کو ایک درہم ملا۔ حضرت عمرؓ کا ایک چھوٹا بچہ گزر رہا تھا تو انہوں نے وہ اس کو دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے وہ درہم اس بچے کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو آپ نے اسکے بارے میں پوچھا: اس نے کہا کہ یہ مجھے ابوموسیٰ نے دیا ہے تو یہ معلوم کرلینے کے بعد کہ درہم بیت المال کا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ! کیا اہل مدینہ میں سے آلِ عمر کے گھر سے زیادہ حقیر تر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔ تُو نے یہ چاہا کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے اس ظلم کا مطالبہ کرے۔ پھر آپؓ نے وہ درہم بیت المال میں لوٹا دیا۔ (ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم اشتیاق احمد صاحب، جلد 3، صفحہ 286، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

رفاہِ عامہ کے کام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی بھلائی اور بہتری کیلئے بہت سے کام سرانجام فرمائے جو درج ذیل ہیں۔

زراعت میں بہتری اور عوام کیلئے پانی کی فراہمی کیلئے نہریں کھدوائیں: 1۔نہر ابوموسیٰ: دریائے دجلہ سے نو میل لمبی نہر بنا کر بصرہ تک لائی گئی۔ 2۔نہر مَعْقِل: یہ نہر بھی دریائے دجلہ سے نکالی گئی تھی۔ 3۔نہر امیر المومنین: حضرت عمرؓ کے حکم سے دریائے نیل کو بحیرۂ قلزم سے ملایا گیا۔ اٹھارہ ہجری میں جب قحط پھیلا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو امداد کیلئے خط لکھا۔ فاصلہ چونکہ زیادہ تھا اس لیے امداد میں تاخیر ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے عمرو کو بلا کر کہا کہ دریائے نیل کو سمندر سے ملا دیا جائے تو عرب میں کبھی قحط نہ ہو۔ عَمرو نے جو وہاں کے گورنر تھے واپس جا کر فسطاط سے بحیرۂ قلزم تک نہر تیار کروائی جس کے ذریعہ بحری جہاز مدینہ کی بندرگاہ جدہ تک پہنچ جاتے۔ یہ نہر انتیس میل لمبی تھی اور چھ ماہ کے عرصہ میں تیار کرلی گئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے بحیرۂ روم اور بحیرۂ قلزم کو آپس میں ملانے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ فَرْمَا کے پاس سے جہاں بحر قلزم اور بحر روم میں ستر میل کا فاصلہ تھا نہر نکال کر ان کو ملا دیا جائے۔ فَرْمَا مصر کے نواح میں ایک ساحلی شہر تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ یونانیوں کے ہاتھوں حاجیوں کے لُوٹے جانے کے ڈر سے اس پر رضامند نہ ہوئے۔ اگر عمرو بن عاصؓ کو اجازت مل جاتی تو نہر سویز کی ایجاد عربوں کے حصہ میں آتی جو بعد میں بنائی گئی تھی۔

مختلف تعمیرات۔ حضرت عمرؓ نے عوام الناس کی سہولت کیلئے مختلف عمارتیں تعمیر کروائیں۔ ان میں مساجد، عدالتیں، فوجی چھاؤنیاں، بیرکس، ملکی تعمیراتی کاموں کیلئے مختلف دفاتر، سڑکیں، پل، مہمان خانے، چوکیاں، سرائیں وغیرہ۔ مدینہ سے مکہ تک ہر منزل پر چشمے اور سرائیں بنوائیں، چوکیاں بھی تعمیر کروائیں۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 206 تا 210، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

یعنی سیکیورٹی کا بھی انتظام رہے اور لوگوں کی رہائش کیلئے، آرام کرنے کیلئے ہوٹل وغیرہ بھی، سرائے بھی میسر آجائیں۔

شہروں کی آبادکاری کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں متعدد نئے شہر آباد فرمائے۔ آپؓ نے ان کو آباد کرتے وقت دفاعی، معاشی اور اقتصادی فوائد کو مدنظر رکھا۔ ان شہروں کے محل وقوع کا انتظام حضرت عمرؓ کی جنگی بصیرت، سیاست اور آبادکاری کے اصولوں پر، دقیق نظر پر دلالت کرتا ہے۔ یہ شہر حالتِ جنگ اور حالتِ امن دونوں میں فائدہ مند تھے۔ حضرت عمرؓ کی کوشش ہوتی کہ عرب کی جو سرحد عجم سے ملی ہوئی ہے وہاں شہر آباد ہوں تاکہ اچانک حملے سے بچا جاسکے۔ ان شہروں کا محل وقوع اس طرح ہوتا جو عربوں کو موافق ہوتا۔ ان شہروں کے ایک طرف عرب کی سرزمین ہوتی جو چراگاہ کا کام دیتی اور دوسری طرف عجمی سرزمین کے سرسبز علاقے ہوتے جہاں سے پھل غلّہ اَور دوسری اشیاء میسر ہوتیں یعنی زراعت دوسری طرف کی جاتی تھی۔ شہروں کی آبادکاری میں یہ بھی مدنظر رکھا گیا کہ ان کے درمیان کوئی دریا یا سمندر حائل نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے بصرہ، کوفہ، فُسطَاط وغیرہ شہر آباد فرمائے۔

حضرت عمرؓ نے مستحکم اور صحیح بنیادوں پر ان شہروں کی آبادکاری کی۔ ان کی سڑکوں اور راستوں کو وسیع رکھا۔ بڑی کھلی سڑکیں تھیں اور نہایت بہترین انداز میں منظم کیا اور یہ طرز فکر ثابت کرتی ہے کہ آپ اس علم میں ماہر اور منفرد تھے۔ (ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 214 تا 217 و 221، دار المعرفہ بیروت 2007ء)

اسی طرح محکمہ فوج ہے۔ اس کا قیام آپؓ نے کیا۔ حضرت عمرؓ نے باقاعدہ فوج کی ترتیب کی اور تنظیم سازی کی۔ مراتب کے لحاظ سے فوج کے رجسٹر بنوائے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک جو باقاعدہ جنگ میں شامل ہوتے اور دوسرے والنٹیئر جو ضرورت کے وقت بلائے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو فوج کی تربیت کا بہت خیال تھا۔ انہوں نے نہایت تاکیدی احکام جاری کیے تھے کہ ممالک مفتوحہ میں کوئی شخص زراعت یا تجارت کا شغل اختیار نہ کرنے پائے۔ جو علاقے فتح ہوں گے وہاں جا کے کوئی شخص تجارت یا زراعت نہیں کرے گا کیونکہ یہ فوجی تھے تو یہ فوجیوں کے بارے میں تھا کیونکہ اس سے ان کے سپاہیانہ جوہر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ آج کل ہم مسلمان ملکوں میں بھی دیکھتے ہیں کہ فوجی تجارتوں میں مصروف ہیں بلکہ ایک ملک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پہلے تو فوجی اپنی پیشہ وارانہ مہارت کی طرف دیکھتے تھے لیکن اب کمیشن ملتے ہی جو افسر ہوتا ہے وہ یہ دیکھتا ہے کہ کہاں کوئی نئی کالونی بن رہی ہے۔ کون سی ڈیفنس کالونی بن رہی ہے جہاں مجھے پلاٹ ملے اور میں پلاٹ الاٹ کراؤں اور اسی وجہ سے بہرحال پھر ان کی سپاہیانہ صلاحیتیں کم ہوتی چلی جارہی ہیں۔

پھر آتا ہے کہ سرد اور گرم ممالک پر حملہ کرتے وقت موسم کا بھی خیال رکھا جاتا تھا تاکہ فوج کی صحت اور

تندرستی کونقصان نہ پہنچے۔فوج کے متعلق حضرت عمرؓ نے سختی سے یہ ہدایات دی تھیں کہ ساری فوج تیرا کی ،گھوڑ سواری، تیر چلانا اور ننگے پاؤں چلنا سیکھے۔ ہر چار مہینے کے بعد سپاہیوں کو وطن جا کر اپنے اہل وعیال سے ملنے کیلئے رخصت دی جاتی تھی۔ جفاکشی کے خیال سے یہ حکم تھا کہ اہل فوج رکاب کے سہارے سے سوار نہ ہوں۔گھوڑے پرسوار ہونے کیلئے رکاب میں پاؤں ڈال کے نہیں سوار ہونا بلکہ چھلانگ مار کے سوار ہونا ہے۔نرم کپڑے نہ پہنیں۔دھوپ سے بچیں اور حماموں میں نہ نہائیں۔وہاں زیادہ آرام طلبی کی عادت پڑ جاتی ہے۔حضرت عمرؓ بہار کے موسم میں فوج کو سرسبز وشاداب علاقوں میں بھیج دیتے تھے۔فوجی بیرکس اور چھاؤنیوں کے بناتے وقت آب و ہوا کو مدنظر رکھا جاتا۔ یہ بھی ضروری تھا کہ سرسبز علاقوں میں فوجوں کو بھیجا جائے تاکہ وہاں تازہ فضا سے ان کی صحت بھی اچھی رہے۔آب وہوا کو مدنظر رکھا جاتا تھا۔تمام اضلاع میں فوجی چھاؤنیاں بنوائیں۔فوجی صدر مقامات میں مدینہ،کوفہ، بصرہ،موصل،فُسطَاط، دمشق، حِمص، اُردن، فلسطین شامل کیے جہاں ہمیشہ فوج تعینات رہتی تھی۔ ہر چار ماہ کے بعد فوجیوں کو چھٹی دی جاتی تھی۔فوجی مرکز میں بیک وقت چار ہزار گھوڑے ہوتے تھے جن کی دیکھ بھال کی جاتی۔گھوڑوں کی رانوں پر جَیْشٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ داغ کر لکھا جاتا تھا یعنی اللہ کی راہ میں لشکر۔حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی فوج نے آلاتِ جنگ میں ترقی کی۔ نئے ساز وسامان مرتب کیے جن میں قلعہ شکن ہتھیار مَنْجَنِیْق اور دَبَّابَ ہوغیرہ شامل تھے۔ دَبَّابَہ سے مراد وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعہ سے دشمن کے قلعوں کو توڑا اور منہدم کیا جاتا ہے۔اس کے اندر آدمی بیٹھتے اور قلعہ کی دیواروں میں سوراخ کر کے اس کی دیواریں گرائی جاتیں۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 216 تا 218، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)(سیر الصحابہ، جلد 1، صفحہ 126، 127، ازمعین الدین ندوی دارالاشاعت کراچی پاکستان 2004ء)(لسان العرب زیر مادہ ’دب‘)

اسلامی حکومت کے ماتحت غیر اقوام کے لوگ بڑے بڑے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ یہ نہیں کہ صرف مسلمانوں کو اعلیٰ عہدے دیے جاتے تھے بلکہ غیر مسلموں کو بھی اور غیر قوموں کے لوگوں کو بھی اعلیٰ عہدے دیے جاتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانے میں بھی حالانکہ ابھی ملک میں پُرامن طور پر ساری قومیں نہیں بسی تھیں ان حقوق کو تسلیم کیا جاتا تھا۔ چنانچہ علامہ شبلی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے صیغۂ جنگ کو جو وسعت دی تھی اس کیلئے کسی قوم اور کسی ملک کی تخصیص نہ تھی یہاں تک کہ مذہب وملت کی بھی کچھ قید نہ تھی۔ والنٹیئر فوج میں تو ہزاروں مجوسی شامل تھے یعنی ایسے لوگ جو خدا کو نہیں مانتے، آتش پرست تھے، سورج پرست تھے وہ بھی شامل تھے جن کو مسلمانوں کے برابر مشاہرے ملتے تھے۔فوجی نظام میں بھی مجوسیوں کا پتہ ملتا ہے۔

اسی طرح لکھتے ہیں کہ یونانی اور رومی بہادر بھی فوج میں شامل تھے۔ چنانچہ فتح مصر میں ان میں سے پانچ سو آدمی شریکِ جنگ تھے اور آج پاکستان میں یہ کہتے ہیں کہ جی احمدیوں کو فوج سے نکالو۔ یہ بڑی نازک، sensitive پوسٹیں ہیں۔حالانکہ اگر تاریخ پڑھیں تو پاکستان کی خاطر سب سے زیادہ قربانیاں احمدی افسروں نے دی ہیں۔ بہرحال یہ تو ان کے اپنے فعل ہیں۔حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب عمرو بن عاصؓ نے فُسطَاط آباد کیا تو یہ جداگانہ محلے میں آباد کیے گئے۔ یہودیوں سے بھی یہ سلسلہ خالی نہ تھا۔ چنانچہ مصر کی فتح میں ان میں سے ایک ہزار آدمی اسلامی فوج میں شریک تھے۔اسی طرح تاریخ سے ثابت ہے کہ غیر اقوام کے افراد کو جنگی افسر بھی مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایرانیوں کو بھی فوجی افسر مقرر کیا گیا۔ان میں سے بعض کے نام بھی تاریخ میں موجود ہیں۔ علامہ شبلی نے چھ افسروں کے نام یہ لکھے ہیں۔ سیاہ، خسرو، شہریار، شیرَوَیہ، شَہرَوَیہ، اَفْرَودِین۔ان افسروں کو تنخواہیں بھی سرکاری خزانے سے ملتی تھیں اور باقاعدہ پے رول (payroll) میں ان کا نام تھا۔ چاروں خلفاء کے بعد حضرت معاویہؓ کے متعلق تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کے زمانے میں ایک عیسائی ابن آثال نامی وزیر خزانہ تھا۔ یہ وضاحت میں لکھتے ہیں کہ تفسیر کبیر میں جو میں نے پڑھا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے علامہ شبلی کے حوالے سے افرودین لکھا ہے اور ایسے ہی الفاروق میں بھی درج ہے لیکن عربی کتب میں اس کا نام اَفْرَوْذِین لکھا ہے۔ یعنی بجائے دال کے ذال کے ساتھ۔(ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 534) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 504، سنہ 17ھ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء) بہرحال یہ نام کا ذال اور دال کا ذرا سا فرق ہے کیونکہ لوگ اس پہ بحث شروع کر دیتے ہیں اس لیے وضاحت کر دی ہے۔

اسی طرح مارکیٹ کنٹرول، پرائس کنٹرول کے لحاظ سے جو ناجائز حد تک قیمت گرانا ہے اس سے بھی اسلام نے منع فرمایا ہے اور حضرت عمرؓ نے اسکی پابندی کروائی۔ مال کی قیمت گرانے کی ممانعت کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”اسلام نے قیمت کو ناجائز حد تک گرانے سے بھی منع کیا ہے...... قیمت کا گرانا بھی ناجائز مال کمانے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ طاقتور تاجر اس ذریعہ سے کمزور تاجروں کو تھوڑی قیمت پر مال فروخت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ان کا دیوالہ نکلوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔حضرت عمرؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپؓ بازار کا دورہ کر رہے تھے کہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خشک انگور نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر رہا تھا جس قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت نہیں کر سکتے تھے۔آپؓ نے اسے حکم دیا کہ یا تو اپنا مال منڈی سے اٹھا کر لے جائے یا پھر اسی قیمت پر فروخت کرو جس مناسب قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت کر رہے تھے۔“ مدینہ کے جو تاجر تھے وہ مال کی زیادہ قیمت نہیں لے رہے تھے بلکہ مناسب قیمت تھی۔آپؓ نے کہا اسی قیمت پر فروخت کرو۔ ”جب آپؓ سے اس حکم کی وجہ پوچھی گئی تو آپؓ نے جواب دیا کہ اگر اس طرح فروخت کرنے کی اسے اجازت دی گئی تو مدینہ کے تاجروں کو جو مناسب قیمت پر مال فروخت کر رہے ہیں نقصان پہنچے گا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا کہ منڈی کے بھاؤ میں دخل نہیں دینا چاہیے۔مگر ان کا یہ اعتراض درست نہ تھا کیونکہ منڈی کے بھاؤ میں دخل دینے کے یہ معنی ہیں کہ پیداوار اور مانگ (Supply and demand) کے اصول میں دخل دیا جائے۔“ یعنی سپلائی اور ڈیمانڈ کے جو اصول ہیں ان میں دخل دینا ہے ”اور ایسا کرنا بیشک نقصان دہ ہے اور اس سے حکومت کو بچنا چاہیے۔“ مارکیٹ خود اپنے آپ کو سپلائی ڈیمانڈ سے ایڈجسٹ کرتی ہے ”ورنہ عوام کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور تاجر تباہ ہو جائیں گے۔“ (اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 53) اس کی اجازت نہ دی جائے لیکن قیمت کنٹرول جو ہے وہ جائز ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفصیل ایک اَور جگہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ”شہری حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ لین دین کے معاملات میں خرابی نہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے اس حق کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ چنانچہ اسلام نے بھاؤ کو بڑھانے اور مہنگا سودا کرنے سے روکا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے اور ان کو تجارت میں فیل کرنے کیلئے بھاؤ کو گرا دینے سے بھی منع فرمایا“ ہے۔مقابلے میں کم قیمت کرنا بھی منع ہے۔”ایک دفعہ مدینہ میں ایک شخص ایسے ریٹ پر انگور بیچ رہا تھا جس ریٹ پر دوسرے دکاندار نہیں بیچ سکتے تھے۔حضرت عمرؓ پاس سے گزرے تو انہوں نے اس شخص کو ڈانٹا کیونکہ اس طرح باقی دکانداروں کو نقصان پہنچتا تھا۔غرض اسلام نے سودا مہنگا کرنے سے بھی روک دیا اور بھاؤ کو گرا دینے سے بھی روک دیا تاکہ نہ دکانداروں کو نقصان ہو اور نہ پبلک کو نقصان ہو۔“ (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 307)

تعلیم کے نظام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے تعلیم کو نہایت ترقی دی۔تمام ممالک میں مدرسے قائم کیے جن میں قرآن مجید، حدیث، فقہ کی تعلیم دی جاتی۔ کبار علماء صحابہ کو تعلیم و تربیت پر مامور کیا گیا اور پڑھانے والوں کی تنخواہیں بھی مقرر کی گئیں۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 233، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

اسی طرح ہجری کیلنڈر کا آغاز کس طرح ہوا؟ اس بارے میں روایات میں آتا ہے۔ایک تو صحیح بخاری کی روایت ہے۔حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تاریخ کا شمار نہیں کیا اور نہ آپؐ کی وفات سے بلکہ آپؐ کے مدینہ میں آنے سے ہی انہوں نے تاریخ کا شمار کیا۔(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب التاریخ: من این ارّخوا التاریخ، حدیث نمبر 3934) یعنی ہجرت کے وقت سے۔

بخاری کے شارح علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں امام سہیلی کے نزدیک صحابہ نے ہجرت سے تاریخ کا آغاز کرنے کا خیال اللہ تعالیٰ کے قول لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ سے لیا ہے۔ پس مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ سے مراد وہ دن ہوگا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ واللہ اعلم۔

ہجری کیلنڈر کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔حضرت ابوموسیٰ نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا کہ آپؓ کی طرف سے ہمیں خطوط آتے ہیں ان پر تاریخ وغیرہ درج نہیں ہوتی۔اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کیلئے اکٹھا کیا۔علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ بخاری نے کتاب الادب میں اور حاکم نے میمون بن مہران کے واسطے سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک چیک پیش کیا گیا جس کی میعاد شعبان تھی۔آپؓ نے فرمایا کون سا شعبان؟ کیا وہ جو گزر گیا یا وہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں یا وہ شعبان جو آئے گا۔آپؓ نے فرمایا لوگوں کیلئے کوئی تاریخ متعین کرو جو سب کو معلوم رہے۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے کہا میں نے یمن میں ایک چیز دیکھی جسے وہ تاریخ

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (الاخلاص: 2 تا 5)

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ (بنی اسرائیل: 81)

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

کہتے ہیں۔ وہ اسے یوں لکھتے ہیں کہ فلاں سال اور فلاں مہینہ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ عمدہ طریق ہے۔ تم بھی تاریخ لکھو۔

ہجری تقویم کا آغاز، اس کیلنڈر کا آغاز کس نے کیا؟ اس بارے میں متفرق آرا ہیں۔ پہلے قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا اور ربیع الاول میں تاریخ لکھی گئی۔ چنانچہ حاکم نے اپنی کتاب اَلْاِکْلِیْل میں ابن شہاب زُہری سے روایت کی ہے کہ اَنَّ النَّبِیَّ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ اَمَرَ بِالتَّارِیْخِ فَکُتِبَ فِی رَبِیْعِ الْاَوَّلِ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے تاریخ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ پس وہ ربیع الاول میں لکھی گئی۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ روایت مُعْضَل ہے۔ مُعْضَل سے مراد وہ روایت ہوتی ہے جس کی سند میں پے درپے دو یا زیادہ راوی ساکت ہوں۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ تاریخ کی ابتدا اس دن سے ہوئی جس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور مشہور بات اس کے برعکس ہے اور وہ یہ کہ تاریخ تقویم ہجری حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں قائم ہوئی۔

سُبُلُ الْھُدٰی وَ الرَّشَادِ فِیْ سِیْرَۃِ خَیْرِ الْعِبَاد کے مصنف محمد بن یوسف صالحی کہتے ہیں کہ ابن صلاح نے کہا ہے کہ انہوں نے ابوطاہر مَحْمِشْ کی کتاب اَلشُّرُوط میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ لکھنے کا ارشاد فرمایا تھا کیونکہ جب آپؐ نے نجران کے عیسائیوں کی طرف خط لکھنے کا ارشاد فرمایا تو حضرت علیؓ سے فرمایا اس میں لکھو لِخَمْسٍ مِّنَ الْھِجْرَۃِ۔ یعنی ہجرت کے بعد پانچواں سال۔ پس اس لحاظ سے پہلے مؤرخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت عمرؓ نے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے۔ دوسرے قول کے مطابق حضرت یَعلیٰ بن اُمَیَّہؓ نے تاریخ کا آغاز کیا جو یمن کے رہنے والے تھے۔ امام احمد نے اس کو بیان کیا ہے لیکن اس میں انقطاع ہے یعنی عمرو اور یَعلیٰ کے درمیان میں۔ تیسرے اور مشہور قول کے مطابق یہ ہے کہ تاریخ تقویم ہجری کا آغاز حضرت عمرؓ کے دَورِ خلافت میں ہوا۔

ہجری کیلنڈر کیلئے ہجرت سے کیوں آغاز کیا گیا؟ اس بارے میں یہ تفصیل ملتی ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے سال کی تعیین کیلئے مشورہ مانگا تو ایک رائے یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے اس کا آغاز کیا جائے۔ دوسری رائے یہ تھی کہ آپؐ کے مبعوث ہونے کے سال سے اسکا آغاز کیا جائے۔ تیسری رائے یہ تھی کہ آپؐ کی وفات کے سال سے اسکا آغاز کیا جائے۔ چوتھی رائے یہ تھی کہ آپؐ کی ہجرت کے سال سے اسکا آغاز کیا جائے۔ ہجرت کے سال سے اسکا آغاز کرنا مناسب سمجھا گیا کیونکہ ولادت اور بعثت کے سال کی تعیین میں اختلاف تھا۔ جہاں تک وفات کا تعلق ہے تو اس لیے منتخب نہیں کیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے مسلمانوں کے رنج والم کا عنصر اس میں شامل تھا۔ پس صحابہ نے ہجرت پر اتفاق کیا۔

صحابہؓ نے ربیع الاول کی بجائے محرم سے سال کا آغاز کیوں کیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا عزم محرم کے مہینہ میں ہی کر لیا تھا۔ ذوالحجہ میں بیعت عَقَبہ ثانیہ ہو چکی تھی اور وہی ہجرت کا پیش خیمہ تھی۔ اس طرح بیعت عَقَبہ ثانیہ اور ہجرت کا پختہ ارادہ کر لینے کے بعد جس مہینے کا چاند طلوع ہوا وہ محرم کا چاند تھا۔ لہٰذا مناسب یہی سمجھا گیا کہ اسی کو نقطہ آغاز بنایا جائے۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں اسلامی کیلنڈر کے محرم سے آغاز کی مناسبت سے میرے نزدیک یہ سب سے مضبوط دلیل ہے۔ (فتح الباری لابن حجر، جلد 7، صفحہ 314-315، کتاب مناقب الانصار، باب التاریخ، حدیث 3934، دارالریان للتراث قاہرہ 1986ء) (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 12، صفحہ 36-37، باب مبدأ التاریخ الاسلامی، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کب تشریف لائے؟ اس بارے میں مختلف آرا ہیں۔ آپؐ مختلف جگہ ٹھہرتے ہوئے بارہ ربیع الاول 14 نبوی مطابق 20 ستمبر 622ء کو مدینہ کے پاس پہنچے۔ بعض مؤرخین کے نزدیک 8 ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ بعض کے نزدیک آپؐ ماہ صفر میں نکلے اور ربیع الاول میں پہنچے۔ یکم ربیع الاول کو مکہ سے آپؐ نے ہجرت کا آغاز فرمایا اور بارہ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ 243، از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے) (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، جزء 2، صفحہ 102، باب ھجرۃ المصطفیٰ واصحابہٗ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

تقویم ہجری کس سال میں ہوئی؟ اس بارے میں بھی مختلف آرا ہیں۔ کب یہ کیلنڈر شروع ہوا؟ کچھ کہتے ہیں سولہ ہجری میں ہوئی۔ کچھ کے نزدیک سترہ ہجری میں ہوئی۔ کچھ کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک اکیس ہجری میں ہوئی۔ (فتح الباری لابن حجر، جلد 7، صفحہ 315، کتاب مناقب الانصار، باب التاریخ، حدیث 3934، دارالریان للتراث قاہرہ 1986ء) (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جزء 1، صفحہ 13، دارالکتاب العربی بیروت 2012ء) (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 248، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء)

لیکن اس بات پر بہرحال اکثر متفق ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس کیلنڈر کا اجرا ہوا۔

اسلامی سکّہ۔ عام مؤرخین کے نزدیک عرب میں سب سے پہلے سکّہ عبدالملک بن مروان نے جاری کیا۔ مدینہ طیبہ کے بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ سب سے پہلے اسلامی سکّے حضرت عمرؓ کے دور میں رائج ہوئے تھے۔ ان کے اوپر 'الحمد للہ' کندہ تھا اور بعض پر 'محمّدٌ رَّسول اللہ' اور بعض پر 'لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحدَہٗ' بھی کندہ ہوتا تھا لیکن ساسانی، ایرانی بادشاہوں کی تصویروں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ ایک تحقیق کے مطابق سب سے پہلے اسلامی سکّے دمشق میں سترہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں رائج ہوئے تھے مگر ان کے اوپر بھی بازنطینی شہنشاہ کی تصویر اور لاطینی میں ان کی لکھائی موجود ہوا کرتی تھی اور ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اٹھائیس ہجری میں سب سے پہلے اپنا سکّہ استعمال ہوا۔ وقتی طور پر ساسانیوں کے علاقوں میں رائج سکّوں کو ہی چلایا گیا۔ ان کے اوپر ساسانی بادشاہوں کی تصاویر ہوا کرتی تھیں مگر ان پر کوفی رسم الخط میں بسم اللہ لکھ دیا گیا۔ (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 250، ادارہ اسلامیات کراچی 2004ء) (ماخوذ از جستجوئے مدینہ، صفحہ 310، از عبدالحمید قادری، اورینٹل پبلی کیشنز پاکستان)

پھر یہ کہ حضرت عمرؓ نے کون کون سی باتیں شروع کیں؟ کون سی اوّلیات ہیں جو اوّلیاتِ فاروقی کہلاتی ہیں؟ علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہر ذریعہ میں جو جو نئی باتیں ایجاد کیں ان کو مؤرخین نے یکجا لکھا ہے اور ان کو اوّلیات کہا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔ یعنی یہ شروع کروائیں:

بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا۔ نمبر دو: عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔ پھر تاریخ اور سن قائم کیا جو آج تک جاری ہے۔ نمبر چار: امیر المومنین کا لقب حضرت عمرؓ نے خلیفۂ وقت کیلئے اختیار کیا۔ نمبر پانچ: فوجی دفتر ترتیب دیا۔ نمبر چھ: والنٹیئرز کی تنخواہیں مقرر کیں۔ نمبر سات: دفتر مال قائم کیا۔ نمبر آٹھ: پیمائش جاری کیں۔ نمبر نو: مردم شماری کروائی۔ نمبر دس: نہریں کھدوائیں۔ گیارہ: شہر آباد کرائے یعنی کوفہ، بصرہ، جیزہ، فُسطاط، مُوصَل وغیرہ۔ نمبر بارہ یہ ہے کہ ممالک مقبوضہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔ نمبر تیرہ: عُشور یعنی دسواں حصہ بطور ٹیکس یا محصول مقرر کیا۔ عُشور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے جس کی ابتدا یوں ہوئی کہ مسلمان جو غیر ملکوں میں تجارت کیلئے جاتے تھے ان سے وہاں کے دستور کے مطابق مال تجارت پر دس فیصد ٹیکس لیا جاتا تھا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ ان ملکوں کے تاجر جو ہمارے ملک میں آئیں ان سے بھی اسی قدر محصول لیا جائے یعنی پھر دس فیصد ان سے بھی وصول کیا جائے۔ نمبر چودہ یہ ہے کہ دریا کی پیداوار پر محصول لگایا اور محصل مقرر کیے۔ نمبر پندرہ: حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔ نمبر سولہ: جیل خانہ قائم کیا۔ نمبر سترہ: دُرّے کا استعمال کیا۔ نمبر اٹھارہ: راتوں کو گشت کر کے رعایا کے دریافت حال کا طریق نکالا۔ نمبر انیس: پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ نمبر بیس: جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ نمبر اکیس: گھوڑوں کی نسلوں میں اَصِیل اور مُجَنَّس کی تمیز قائم کی جو اس وقت تک عرب میں نہ تھی۔ نمبر بائیس: پرچہ نویس مقرر کیے۔ نمبر تئیس: مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کیلئے مکانات بنوائے۔ چوبیس: لاوارث بچوں کی پرورش کیلئے روزینہ مقرر کیے۔ پچیس: مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔ چھبیس: یہ قاعدہ قرار دیا کہ اہل عرب گو کافر ہوں غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ ستائیس: مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کیے۔ اٹھائیس: مکاتب قائم کیے۔ انتیس: معلّموں اور مدرسوں کے مشاہرے مقرر فرمائے، تنخواہیں مقرر کیں۔ تیس: حضرت ابوبکرؓ کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کام کو پورا کیا۔ اکتیس: قیاس کا اصول قائم کیا۔ بتیس: فرائض میں 'عول' کا مسئلہ ایجاد کیا یعنی نان نفقہ کیلئے بعض لوگوں کو عیال میں شامل کرنا۔ تینتیس: نماز تراویح جماعت سے قائم کی۔ چونتیس: تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جاتی تھیں طلاق بائن قرار دیا۔ یہ تو آپؓ نے سزا کے طور پر بھی کیا تھا۔ پینتیس: شراب کی حد کیلئے اسّی کوڑے مقرر کیے۔ چھتیس: تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔ سینتیس: بنوتغلب کے عیسائیوں پر بجائے جزیہ کے زکوٰۃ مقرر کی۔ اڑتیس: وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔ انتالیس: نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کروا دیا۔ ویسے عمومی طور پر مسنون یہی ہے تین تکبیریں ہوتی ہیں یا پہلی تکبیر کے ساتھ آخری تکبیر تک سلام پھیرنے سے پہلے چار...... ابھی بھی یہی رائج ہیں۔ چالیس یہ ہے کہ مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا اور ان کی اجازت سے تمیم داری نے وعظ کہا اور یہ اسلام میں پہلا وعظ تھا۔ اکتالیس: اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ بیالیس: مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا۔ تینتالیس: ہجو کرنے پر تعزیر کی سزا

ارشاد نبوی ﷺ

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے
کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

قائم کی۔ چوالیس: غزلیہ اشعار میں عورتوں کے نام لینے سے منع کیا حالانکہ یہ طریقہ عرب میں مدتوں سے جاری تھا۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ اس کے سوا اَور بھی عمرؓ کی اوّلیات ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں۔ (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 401 تا 403، 212، دارالاشاعت کراچی 1991ء)

بہرحال یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان ہوگا۔ اس وقت میں بعض مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور ان شاء اللہ نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر مکرم سرِ پتو ہادی سِسوٗ ویو (Suripto Hadi Siswoyo) صاحب انڈونیشیا کا ہے۔ اناسی سال کی عمر میں گذشتہ ماہ ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ انہوں نے اکیس سال کی عمر میں بیعت کر لی تھی اور اس وقت بڑی مضبوطی سے قائم رہے۔ مرحوم کی اہلیہ نے لکھا ہے کہ مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹا ان کا بطور مبلغ خدمت بجا لا رہا ہے۔ مرحوم کئی مرتبہ جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت سرانجام دیتے رہے۔ دارالقضاء انڈونیشیا میں بطور قاضی بھی خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ایک فعال داعی الی اللہ تھے۔ کسی بھی قسم کے مشکل حالات میں تبلیغ کا جذبہ کبھی ختم نہیں ہوا۔ ان کے بیٹے اروان حبیب اللہ، جو مربی ہیں، کہتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ موٹر سائیکل کسی کے گھر چھوڑ کر تبلیغ کیلئے بیسیوں کلومیٹر تک پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ دوسرے گاؤں جانے کیلئے نہروں اور چٹانوں کو پار کرنا پڑتا تو کرتے۔ سفر بہت مشکل ہوتا تھا۔ والد صاحب محنت اور مشقت کرنے والے شخص تھے۔ جب والد صاحب بطور ٹیچر ملازمت کرتے تھے تو انہوں نے سکول کے پرنسپل کو درخواست کی کہ ان کے پڑھانے کی باری چار ہی دنوں میں کروا دی جائے۔ سکول کی جتنی کلاسیں ہیں چار دن میں مکمل کر دیں اور باقی دن چھٹی ہو جائے تا کہ تبلیغ کیلئے زیادہ وقت مل سکے۔ جمعرات میں سکول سے فارغ ہو کر سیدھا تبلیغ کیلئے جاتے اور اتوار کی شام کو ہی گھر واپس آتے تھے بلکہ بعض دفعہ سوموار کی صبح گھر آتے۔

بشارت احمد صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ وسطی جاوا کے وونوسوبو (Wonosobo) علاقے میں دس جماعتیں آپ کے ذریعہ سے قائم ہوئیں۔ ہر حالت میں تہجد کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ ہر سطح کے لوگوں سے بڑی عزت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔ ایک بار آپ نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آخری ایام تک تبلیغ میں مصروف رہوں اسی میں میری خوشی اور میری صحت کی کنجی تھی۔ احمد ہدایت صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ مرحوم ایک بہادر داعی الی اللہ تھے۔ جب مخالفت کرنے والے لوگوں کی طرف سے دھمکی ملتی تو کبھی خوف محسوس نہیں کرتے تھے اور بڑا ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر چودھری بشیر احمد بھٹی صاحب ابن اللہ داد صاحب بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب کا ہے۔ پچانوے سال کی عمر میں ان کی گزشتہ ماہ وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے بیٹے محمد افضل بھٹی صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پیدائشی احمدی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ انصاف پسند اور صاف گو تھے۔ احمدیت اور خلافت کے ساتھ والہانہ عشق تھا، چھوٹی عمر سے ہی قادیان جلسہ پر جایا کرتے تھے۔ گاؤں میں تعویذ گنڈے کرنے والوں سے لوگ بہت ڈرتے تھے، یہ عام رواج ہے ہمارے ملکوں میں۔ تو آپ ان لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں سے نہ ڈرا کرو۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے لیکن گاؤں کے لوگ ان کو یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ آپ لوگ تو احمدی ہیں، آپ ان چیزوں کو نہیں مانتے اس لیے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا لیکن ہمیں بڑا خوف ہے۔ 1953ء میں جب فسادات شروع ہوئے تو مخالفین احمدیت نے علاقے میں جلوس نکالے۔ احمدیوں کے گھروں کو آگ لگانے کا پروگرام بنایا۔ قریبی گاؤں سے آپ کی برادری کے سرکردہ افراد جو اپنے گاؤں میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے مگر احمدی نہیں تھے، کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور انہوں نے کہا کہ احمدی ڈیرے پر رہتے ہیں، کل ہمارا وہاں آگ لگانے کا پروگرام ہے ان کو سمجھا لیں کہ وہاں سے چلے جائیں یا احمدیت سے انکار کر دیں ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا۔ تو ان کے رشتہ داروں نے جب اپنے رشتہ دار کو سمجھایا کہ عارضی طور پر احمدیت کا انکار کر دو۔ جب جلوس چلا جائے گا تو پھر واپس اپنے دین پہ آجانا تو آپ نے انہیں کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم نے بڑی سوچ سمجھ کے احمدیت قبول کی ہے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہم احمدیت کیلئے قربان تو ہو سکتے ہیں مگر یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ ایک منٹ کیلئے بھی اپنے ایمان سے پیچھے ہٹیں۔ بہرحال انہوں نے کہا اگر تم کچھ نہیں کر سکتے تو نہ کرو ہمارا توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ جلوس بھی کچھ فاصلے تک آ کے خود بخود تتر بتر ہو گیا اور ان کو ان کے ڈیرے تک آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے مکرم افضل بھٹی صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ ہیں، وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے جنازہ اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے بیٹے جو شامل نہیں ہو سکے ان کو بھی صبر اور حوصلہ کی توفیق دے۔

اگلا ذکر حمید اللہ خادم ملہی صاحب ابن چودھری اللہ رکھا ملہی صاحب دارالنصر غربی ربوہ کا ہے۔ 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ چودھری اللہ بخش بھُلر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور نصر اللہ ملہی صاحب شہید مربی سلسلہ کے والد تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، سادہ لوح، شریف النفس، غریب پرور، ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ دورانِ ملازمت بڑی بہادری سے مخالفت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ ان کے ایک بیٹے واقفِ زندگی ہیں۔ ربوہ میں طاہر ہارٹ میں کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر محمد علی خان صاحب پشاور کا ہے جو شریف اللہ خان صاحب کے بیٹے تھے۔ نواسی سال کی عمر میں یا انانوے eighty nine89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے 1/8 حصہ کے موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور سات بیٹے شامل ہیں۔ ان کی ایک بیٹی سلیمہ صاحبہ جو برہان صاحب کی اہلیہ ہیں یہاں اسلام آباد میں ہی رہتے ہیں۔ یہ لکھتی ہیں کہ پہلے یہ لوگ، ان کا خاندان غیر مبائع تھے۔ پھر 1954ء میں ان کے والد نے خلیفہ ثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تاحیات جماعت اور خلافت سے وابستہ رہے اور ان کے والد نے دینی غیرت اور جماعت سے گہری وابستگی کا مظاہرہ کیا۔ بہرحال اس کے بعد پھر ان کو جماعتی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ قائد ضلع خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ پھر سیکرٹری وصایا، سیکرٹری تعلیم القرآن وغیرہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بڑی گہرائی سے کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ ہمیشہ آپ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھا۔ قرآن کریم کا بہت سا حصہ آپ کو زبانی یاد تھا۔ دعا گو، نیک، مہمان نواز، سچے اور کھرے انسان تھے۔ درود شریف کا بہت ورد کیا کرتے تھے۔ لوگوں کی مالی مدد بھی بہت کرتے تھے۔ ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کو کہا کہ اگر آپ احمدیت چھوڑ دیں تو ہم آپ کے قدموں میں قربان ہونے کیلئے تیار ہیں تو کہتی ہیں میرے والد نے ان کو جواب دیا مجھے تمہاری قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو خود قربان ہو چکا ہوں۔ اب میری بات سنو کہ مسیح موعودؑ کو مان لو جس نے آنا تھا وہ آ گیا، اور اپنی زندگیاں سنوار لو۔ لیکن بہرحال انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ آہستہ آہستہ وہ سارے رشتہ دار ساتھ چھوڑ گئے لیکن آپ احمدیت کے ساتھ تعلق میں دن بہ دن ترقی کرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب میری لینڈ امریکہ کا ہے جو ستاسی 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور صاحبزادہ محمد طیّب لطیف صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ صاحبزادہ مہدی لطیف صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بہت وسیع مطالعہ کیا ہوا تھا۔ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کی ادائیگی باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ خلافت احمدیت کے شیدائی تھے۔ بہت ہی عاجز اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ دوسروں کو بھی تبلیغ کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر فیضان احمد سمیر ابن شہزاد اکبر صاحب کا ہے۔ شہزاد اکبر صاحب جو ہیں یہ ہمارے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کے کارکن ہیں، ان کے بیٹے تھے۔ کووِڈ سے سولہ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ نہایت ہی ذہین، کم گو، شریف النفس، نیک بچہ تھا۔ وقفِ نو کی تحریک میں شامل تھا۔ اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا اور غیر ضروری سرگرمیوں میں بلکہ کھیلوں میں بھی بہت کم حصہ لیتا تھا۔ بالکل سنجیدہ طبع بچہ تھا۔ سکول کے علاوہ زیادہ وقت گھر پر گزارتا تھا۔ ان کے نانا خواجہ عبدالشکور صاحب بھی جماعت کی لمبا عرصہ خدمت کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین کو بھی صبر عطا فرمائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروّج ہیں وہ سب اسی مقصود کیلئے جو بذل نفس ہے بطور یاددہانی ہیں اور اس مقام کے حاصل کرنے کیلئے ایک ترغیب ہے اور اُس حقیقت کیلئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے ایک ارہاص ہے۔ (خطبہ الہامیہ (اردو ترجمہ) صفحہ 47 مطبوعہ قادیان)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قبل ازایں سیرت النبیؐ کے موضوع پر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ''نبیوں کا سردارؐ'' قسطوار شائع ہو کر مکمل ہوگئی۔ الحمد للہ۔ اب اسی موضوع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ کی کتاب ''سیرت خاتم النّبیین'' حضور انور کی منظوری سے شائع کی جاتی ہے۔ احباب اس سے استفادہ فرمائیں۔ (ادارہ)

اس خصوصیت کے علاوہ کہ قرآن شریف اپنے زمانہ نزول سے لے کر آج تک بالکل محفوظ چلا آیا ہے، ایک بڑی خصوصیت قرآن شریف میں یہ بھی ہے کہ بوجہ اس کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ نبوت کی زندگی کے دوران میں آہستہ آہستہ کر کے نازل ہوا تھا۔ آپؐ کی نبوت کی زندگی کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جس پر قرآن شریف کے کسی نہ کسی حصہ سے براہِ راست روشنی نہ پڑتی ہو اور یہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کی عملی تفسیر ہے کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سیرت قرآن میں آجاتی ہے۔ گویا قرآن شریف وہ کتاب ہے جس میں آپؐ کے اخلاق وعادات اور آپؐ کی روزانہ زندگی کے حالات ہر روز ساتھ ساتھ قلمبند ہوتے جاتے تھے اور یقینا دُنیا کی تاریخ میں اور کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی سیرت کے متعلق اس قدر مضبوط اور مستند عصری ریکارڈ محفوظ ہو۔ بیشک بعض ایسے لوگ گذرے ہیں اور اس زمانہ میں بھی پائے جاتے ہیں جن کی سوانح عمریاں ان کی زندگی میں ہی یا ان کی وفات کے جلد بعد شائع ہوگئی ہیں مگر جو خصوصیت قرآن شریف کے وجود میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ گویا آپؐ کی روزانہ زندگی ہر روز ساتھ ساتھ ضبط میں آتی گئی ہے وہ آج تک کسی اور فرد بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔ مغربی محققین نے قرآن شریف کی اس خصوصیت کا بھی کھلے الفاظ میں اقرار کیا ہے، چنانچہ سرولیم میور لکھتا ہے:

''قرآن کی یہ خصوصیت اس قدر اہم ہے کہ اس میں کسی مبالغہ کی گنجائش نہیں۔ اس خصوصیت کی وجہ سے محمد کی سیرت وسوانح اور آغاز اسلام کی تاریخ کیلئے قرآن ایک بنیادی چیز قرار پاتا ہے جس سے ان ہر دو کے متعلق تمام تحقیق طلب امور کو پوری صحت کے ساتھ جانچا جاسکتا ہے۔ قرآن شریف میں ہمیں وہ ذخیرہ میسر ہے جس میں محمد کے الفاظ خود آپؐ کی زندگی میں محفوظ کر لیے گئے تھے۔ اور یہ ریکارڈ آپؐ کی زندگی کے ہر حصہ سے یعنی آپؐ کے مذہبی خیالات سے، آپؐ کے پبلک افعال سے، آپؐ کی خانگی سیرت سے یکساں تعلق رکھتا ہے...... حقیقۃً محمدؐ کی سیرت کیلئے قرآن ایک ایسا سچا آئینہ ہے کہ اسلام کے سارے ابتدائی زمانہ میں یہ بات بطور ایک مثل اور کہاوت کے مشہور تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ساری سیرت قرآن میں ہے۔''

پھر انگلستان کا مشہور مسیحی مستشرق پروفیسر نکلسن اپنی انگریزی تصنیف ''عرب کی ادبی تاریخ'' میں لکھتا ہے:

''اسلام کی ابتدائی تاریخ کا علم حاصل کرنے کیلئے قرآن ایک بے نظیر اور ہر شک وشبہ سے بالا کتاب ہے اور یقینا بُدھ مذہب یا مسیحیت یا کسی قدیم مذہب کو اس قسم کا مستند عصری ریکارڈ حاصل نہیں ہے، جیسا کہ قرآن میں اسلام کو حاصل ہے۔''

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کیلئے قرآن شریف نہ صرف اسلامی لٹریچر میں سب سے زیادہ مستند اور صحیح ریکارڈ ہے بلکہ آپؐ کی سیرت کے تعلق میں اسے وہ پوزیشن حاصل ہے جو دُنیا کی کسی اور کتاب کو دنیا کے کسی اَور فرد کے متعلق حاصل نہیں ہے۔ اور اس کی صحت بھی اس پائے کی ہے کہ دوست تو دوست کسی بدترین دشمن کو بھی اس کے متعلق حرف گیری کی جرأت نہیں ہوسکتی۔

تاریخ اسلام کا روایتی ماخذ

تاریخِ ابتدائے اسلام اور سیرتِ رسولؐ کیلئے دوسرا بڑا ماخذ وہ روایات ہیں جو بصورت حدیث یا تفسیر یا سیرت ومغازی ابتدائے اسلام میں ایک منظم سلسلہ روایت کے ذریعہ صحابہ سے تابعین تک اور تابعین سے تبع تابعین تک اور تبع تابعین سے ان کے بعد آنے والے لوگوں تک پہنچیں اور پھر باقاعدہ کتابوں کی صورت میں ضبطِ تحریر میں آکر ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوگئیں۔ اس ذخیرہ کا پایہ بھی دوسری اُمتوں کی تاریخ کے مقابلہ پر بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی جماعت عطا فرمائی تھی جس نے اپنے اخلاص اور جوشِ محبت میں آپ کی ہر حرکت و سکون کا نظرِ غور کے ساتھ مطالعہ کیا اور اپنی عدیم المثال قلمی مصوری میں آپؐ کی ایک ایسی کامل ومکمل تصویر پیچھے چھوڑی کہ جس کے کمال کی نظیر دنیا کی کسی اور تصویر میں نظر نہیں آتی۔ حدیث میں صحابہ کے اقوال پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح صحرائے عرب کے ان ناخواندہ بادیہ نشینوں نے اپنے آقا وسردار کی ہر حرکت وسکون کو لوحِ تاریخ پر ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سوتے تھے اور کس طرح جاگتے تھے۔ کس طرح کھاتے تھے اور کس طرح پیتے تھے۔ کس طرح اُٹھتے تھے اور کس طرح بیٹھتے تھے اور کس طرح چلتے تھے اور کس طرح کھڑے ہوتے تھے۔ کس طرح بولتے تھے اور کس طرح خاموش رہتے تھے۔ کس طرح ہنستے تھے اور کس طرح روتے تھے۔ کس طرح خوش ہوتے تھے اور کس طرح ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ کس طرح گھر میں رہتے تھے اور کس طرح سفر میں وقت گذارتے تھے۔ کس طرح بیویوں سے ملتے تھے اور کس طرح بچوں سے ہمکلام ہوتے تھے۔ کس طرح عزیزوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے اور کس طرح غیروں کے ساتھ معاملہ رکھتے تھے۔ کس طرح دوستی نبھاتے تھے اور کس طرح دشمنوں کے ساتھ پیش آتے تھے۔ کس طرح صلح میں کام کرتے تھے اور کس طرح جنگ میں لڑتے تھے۔ کس طرح بندوں کا حق ادا کرتے اور کس طرح خُدا کا حق بجالاتے تھے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کا کلام سُنتے اور کس طرح اسے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ غرض آپ کی زندگی کی تصویر کا ہر پہلو اپنی پوری پوری تفصیل میں اور اپنے باریک در باریک خط وخال کے ساتھ ہمارے سامنے محفوظ ہے۔ حدیث کی کسی کتاب کو ہاتھ میں لے کر اس کی وَرق گردانی کریں اسکے ہر صفحہ پر آپؐ کی تصویر کا کوئی نہ کوئی پہلو زندگی کی اصل آب و تاب میں چمکتا ہوا نظر آئے گا۔ اور یوں محسوس ہوگا کہ ایک جیتی جاگتی تصویر اپنی پوری دلکشی کے ساتھ ہمارے سامنے آ کھڑی ہوئی ہے۔

روایت کا طریقہ

اس جگہ غیر مسلم ناظرین کی واقفیت کیلئے یہ ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ روایت بیان کرنے کا طریق مسلمانوں میں اس طرح رائج تھا کہ نیچے کے راوی سے شروع ہوکر درجہ بدرجہ ہر راوی کا نام لیتے ہوئے اوپر کو چلتے جاتے تھے حتیٰ کہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپؐ کے کسی صحابی پر جاکر ختم ہوجاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے والی روایت حدیث کہلاتی ہے اور صحابی تک پہنچ کر ختم ہوجانے والی روایت اثر کہلاتی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی بہت سی صورتیں ہیں۔ طریق بیان عموماً یوں ہوتا تھا کہ: مُجھ سے الف نے بیان کیا اور الف نے ب سے سُنا تھا اور ب سے ت نے روایت کی تھی اور ت کو ج نے خبر دی تھی کہ ایک مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے فلاں امر کے متعلق یہ الفاظ بیان فرمائے تھے یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارے سامنے یہ یہ واقعہ پیش آیا تھا وغیرہ ذالک۔ روایت کا یہ ایک بہت سادہ سا نقشہ ہے، ورنہ عملاً بیان کرنے کے کئی طریقے تھے اور فنِ اصولِ حدیث کے علماء نے ہر طریق کے متعلق مفصل بحث کر کے ان کے مدارج قائم کر دیئے ہیں۔ بہرحال طریق روایت کی تفصیلی صورت جو بھی ہو یہ ایک ایسا محفوظ طریقہ ہے جس سے ہر روایت کی قدرومنزلت اس کے ہر درجہ پر جانچی جاسکتی ہے اور دلکشی کے لحاظ سے بھی اس میں ایک ایسا ذاتی عنصر داخل ہے کہ جس سے نہ صرف وہ مجلس جس میں کوئی روایت بالآخر بیان کی گئی تھی بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس بھی جس سے روایت کا آغاز ہوتا ہے ایک زندہ تصویر کے طور پر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں بیان کیا گیا ہے روایت کا یہ علم قبل از اسلام زمانہ میں بھی عربوں میں ایک حد تک رائج تھا، مگر اسلام میں آکر وہ ایک نہایت منظم اور سائنٹیفک علم بن گیا جس کی امداد کیلئے کئی ضمنی علوم کی ایجاد بھی وقوع میں آئی۔ اس جگہ اس علم کی ساری تفصیلات کے بیان کرنے کی تو گنجائش نہیں، مگر مختصر طور پر اس علم کا ڈھانچہ بصورت ذیل سمجھا جاسکتا ہے۔

روایت ودرایت کے اصول

اصل الاصول اس علم کا یہ ہے کہ ہر واقعہ کی صحت دو طریق پر آزمائی جاسکتی ہے اور جب تک ان دونوں طریق سے کسی واقعہ کی صحت پایہٴ ثبوت کو نہ پہنچ جاوے اس پر پورا اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ پہلا طریق روایت ہے۔ یعنی یہ دیکھنا کہ جو واقعہ ہم تک پہنچا ہے، اس کی صحت کے متعلق بیرونی شہادت کیسی میسر ہے یعنی جس واسطہ سے وہ ہم تک پہنچا ہے وہ واسطہ کس حد تک قابلِ اعتماد ہے۔ دوسرا طریق درایت ہے یعنی یہ دیکھنا کہ واقعہ کی صحت کے متعلق اندرونی شہادت کیسی موجود ہے۔ یعنی قطع نظر واسطہ کے کیا وہ واقعہ اپنی ذات میں اور اپنے ماحول کی نسبت سے ایسا ہے کہ اُسے دُرست اور صحیح یقین کیا جائے۔ یہ وہ دو بنیادی اصول ہیں جو مسلمانوں نے اپنے ہر روایتی اور تاریخی علم کی پڑتال کیلئے ایجاد کئے اور ابتدائے اسلام سے ان کا اس پر عمل رہا ہے۔ ان ہر دو اصول کے ماتحت بہت سے قابلِ لحاظ اُمور قرار دیئے گئے ہیں جن میں سے زیادہ معروف امور کو ہم اپنے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں:

روایت کے اصول کے ماتحت یہ باتیں زیادہ قابلِ لحاظ قرار دی گئی ہیں:

(1) راوی معروف الحال ہو (2) راوی صادق القول اور دیانت دار ہو (3) بات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہو (4) اس کا حافظہ اچھا ہو (5) اُسے مبالغہ کرنے یا خلاصہ نکال کر رپورٹ کرنے یا روایت میں کسی اور طرح تصرف کرنے کی عادت نہ ہو (6) روایتِ بیان کردہ میں راوی کا کوئی اپنا ذاتی تعلق نہ ہو جس کی وجہ سے یہ خیال کیا جاسکے کہ اس کی روایت متاثر ہو سکتی ہے (7) دواُوپر نیچے کے راویوں کا آپس میں ملنا زمانہ یا حالات کے لحاظ سے قابلِ تسلیم ہو (8) روایت کی تمام کڑیاں محفوظ ہوں اور کوئی راوی اوپر سے یا درمیان سے یا نیچے سے چھُٹا ہوا نہ ہو (9) مذکورہ بالا اوصاف کے ماتحت کسی روایت کے راوی جتنے زیادہ معتبر اور قابلِ اعتماد ہوں گے اتنی ہی وہ روایت زیادہ پختہ سمجھی جائے گی (10) اسی طرح ایک روایت کے متعلق معتبر راویوں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی وہ روایت زیادہ مضبوط قرار دی جائے گی۔

درایت کے اصول کے ماتحت مندرجہ ذیل امور زیادہ قابلِ لحاظ سمجھے گئے ہیں:

(1) روایت کسی معتبر اور مستند عصری ریکارڈ کے خلاف نہ ہو۔ اس اصل کے ماتحت ہر روایت جو قرآن شریف کے خلاف ہے قابلِ ردّ ہوگی (2) کسی مسلّمہ اور ثابت شدہ حقیقت کے خلاف نہ ہو (3) کسی دوسری مضبوط تر روایت کے خلاف نہ ہو (4) کسی ایسے واقعہ کے متعلق نہ ہو کہ اگر وہ صحیح ہے تو اس کے دیکھنے یا سُننے والوں کی تعداد یقیناً زیادہ ہونی چاہئے، لیکن پھر بھی اس کا راوی ایک ہی ہو (5) روایت میں کوئی اور ایسی بات نہ ہو جو اسے عقلاً یقینی طور پر غلط یا مشتبہ قرار دیتی ہو۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 8 تا 12، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(356) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی قطب الدین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ سلسلہ بیعت سے قبل جب صرف مجددیت کا دعویٰ تھا میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میں حضور کو صدق دل سے سچا سمجھتا ہوں اور مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جس رنگ کا اثر اہل اللہ کی صحبت میں سنا جاتا ہے وہ میں حضور کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے اندر نہیں پاتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ملک کا ایک چکر لگائیں اور سب دیکھ بھال کر دیکھیں کہ جس قسم کے اہل اللہ آپ تلاش کرتے ہیں اور جو اثر آپ چاہتے ہیں وہ دنیا میں کہیں موجود بھی ہے یا نہیں یا یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پھر میں نے اسی غرض سے تمام ہندوستان کا ایک دورہ کیا اور سب مشہور مقامات مثلاً کراچی، اجمیر، بمبئی، حیدرآباد دکن، کلکتہ وغیرہ میں گیا اور مختلف لوگوں سے ملا اور پھر سب جگہ سے ہو کر واپس پنجاب آیا۔ اس سفر میں مجھے بعض نیک آدمی بھی ملے لیکن وہ بات نظر نہ آئی جس کی مجھے تلاش تھی۔ پھر میں وطن جانے سے پہلے حضرت صاحب کی ملاقات کیلئے قادیان کی طرف آیا مگر جب بٹالہ پہنچا تو اتفاقاً مجھے ایک شخص نے اطلاع دی کہ حضرت مرزا صاحب تو یہیں بٹالہ میں ہیں۔ چنانچہ میں حضرت کی ملاقات کیلئے گیا۔ اس وقت آپ مولوی محمد حسین بٹالوی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں جب گیا تو آپ باہر سیر سے واپس مکان کو تشریف لا رہے تھے چنانچہ میں حضور سے ملا اور حضور نے مجھ سے سفر کے حالات دریافت فرمائے جو میں نے عرض کئے اور پھر میں بٹالہ سے ہی واپس وطن چلا گیا۔ اس سفر میں نصیر آباد میں جو اجمیر کی طرف ایک جگہ ہے مجھے ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو حضرت صاحب کے بہت معتقد تھے اور حضرت کے ساتھ خط و کتابت رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے مجھے اپنے پاس مستقل طور پر ٹھہرانا چاہا اور میرے لئے ایک معقول صورت گذارے کی بھی پیش کی لیکن مجھے شرح صدر نہ ہوا۔ بعد میں جب حضرت صاحب نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ لوگ مرتد ہو گئے اور تب مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ مجھے وہاں ٹھہرنے کیلئے کیوں شرح صدر نہیں ہوا تھا۔ اگر میں وہاں ٹھہر جاتا تو ممکن ہے خود بھی کسی ابتلا میں پڑ جاتا۔ خیر اس کے بعد کچھ عرصہ گذرا اور میں قادیان نہ آیا۔ اسی دوران میں سلسلہ بیعت بھی شروع ہو گیا اور مسیحیت کا دعویٰ بھی ہو گیا۔ لیکن گو میں بدستور معتقد رہا اور کبھی مخالفوں کی مخالفانہ باتوں کا میرے دل پر اثر نہیں ہوا کیونکہ میں خود اپنی آنکھوں سے حضرت صاحب کو دیکھ چکا تھا لیکن میں بیعت سے رُکا رہا۔ اسکے بعد ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے مجھ سے تحریک فرمائی کہ بیعت میں داخل ہو جانا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ہرگز کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں دل سے سچا سمجھتا ہوں لیکن اتنا بڑا دعویٰ بھی ہو اور پھر میں اثر سے محروم رہوں اور اپنے اندر وہ بات نہ پاؤں جو اہل اللہ کی صحبت میں سنی جاتی ہے تو پھر مجھے کیا فائدہ ہوا۔ یہ سُن کر حضرت صاحب نے فرمایا ایسی صورت میں آپ کو واقعی بیعت میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں آپ کچھ عرصہ میرے پاس قیام کریں۔ پھر اگر تسلی اور تشفی ہو تو آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ میں کچھ عرصہ یہاں ٹھہرا اور پھر بیعت سے مشرف ہو کر چلا گیا۔ جب میں نے بیعت کی درخواست کی تو حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ کیا آپ کو اطمینان ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی صداقت کے متعلق تو مجھے کبھی بھی شک نہیں ہوا ہاں ایک اور خلش تھی سو وہ بھی بڑی حد تک خدا نے دور فرما دی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مجھ سے یہ بیان کیا تھا کہ بعض لوگوں نے ان کے سامنے بھی بعض اوقات حضرت صاحب کے متعلق اسی قسم کے خیال کا اظہار کیا تھا کہ آپ کی صداقت کے دلائل تو لاجواب ہیں اور آپ کی بزرگی بھی اظہر من الشّمس ہے۔ لیکن جو اثر اہل اللہ کی صحبت کا سُنا جاتا ہے وہ محسوس نہیں ہوتا۔ چونکہ ممکن ہے اسی قسم کے خیالات بعض اور لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوئے ہوں اس لئے اپنے علم کے مطابق خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خیال دو وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور یہ کوئی نیا خیال نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے انبیاء و مرسلین کے زمانہ میں بعض لوگوں کے اندر پیدا ہوتا چلا آیا ہے۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جاوے تو انبیاء کے متعلق لوگوں کے چار گروہ ہو جاتے ہیں۔ اوّل وہ منکرین جو نہ انبیاء کے دعویٰ کی صداقت کو مانتے ہیں۔ اور نہ ان کی ذاتی بزرگی اور روحانی اثر کے قائل ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ منکرین جو بوجہ میل ملاقات اور ذاتی تعلقات کے انبیاء کی بزرگی اور ان کے روحانی اثر کے تو ایک حد تک قائل ہوتے ہیں لیکن پرانے رسمی عقائد کی بنا پر دعویٰ کی صداقت کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے اس لئے منکر رہتے ہیں۔ تیسرے وہ مصدقین اور ماننے والے جن پر انبیاء کے دعویٰ کی صداقت بھی روشن وظاہر ہوتی ہے اور ان کے روحانی اثر کو بھی وہ علیٰ قدر مراتب محسوس کرتے اور اس سے متمتع ہوتے ہیں اور چوتھے وہ مصدقین جو ان کے دعویٰ کی صداقت کو تو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور عمومی رنگ میں ان کی بزرگی کو بھی مانتے ہیں اور اس لئے بالعموم ان کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن اپنے اندر کوئی روحانی اثر محسوس نہیں کرتے اور اسی لئے اس جہت سے کچھ شکوک میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس جگہ ہمیں چوتھے گروہ سے کام ہے جو صداقت کا تو قائل ہوتا ہے اور بزرگی کو بھی تسلیم کرتا ہے لیکن اپنے اندر روحانی اثر جیسا کہ چاہتا ہے محسوس نہیں کرتا۔ سو جاننا چاہیے کہ یہ حالت انسان کی دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اول تو یہ ہے کہ بعض اوقات اپنی غفلتوں اور کمزوریوں کی وجہ سے انسانی روح کے وہ دروازے اور کھڑکیاں جن میں سے کسی بیرونی روح کا اثر ان تک پہنچ سکتا ہے بند ہو جاتی ہیں اور اس لئے وہ فیضان جو ان تک پہنچ سکتا تھا ان تک پہنچنے سے رکا رہتا ہے اور بعض وقت غفلت ایسی غالب ہوتی ہے کہ انسان یہ خیال نہیں کرتا کہ خود میری کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں۔ بلکہ یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ باہر سے روشنی ہی نہیں آ رہی اور اس طرح بجائے اپنی اصلاح کی فکر کرنے کے منبع فیض کی فیض رسانی پر حرف گیری کرنے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ ایسے وقت میں چاہیے کہ انسان اپنی فکر کرے اور اپنے دل کی کھڑکیاں کھولے تا کہ آفتاب ہدایت کی روشنی اور دھوپ اس کے اندر داخل ہو کر اس کی تاریکیوں کو دور اور اس کی آلائشوں کو صاف کر سکے مگر کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جس نے یہ تو دیکھا اور سمجھا کہ سورج طلوع کر چکا ہے۔ لیکن اس نے اپنے دل کی کھڑکیاں نہ کھولیں اور اسی خیال میں اپنی عمر گذار دی کہ سورج کی روشنی میں کچھ نقص ہے کہ وہ مجھ تک نہیں پہنچتی۔ دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف تو لوگ منہاج نبوت سے ناواقف ہوتے ہیں اور بوجہ بعد از زمانہ نبوت نبیوں کے حالات اور ان کے طرز طریق اور ان کے فیض رسانی کی صورت سے ناآشنا ہوتے ہیں اور دوسری طرف فقیروں اور ولیوں کے متعلق انہوں نے ایسے ایسے قصے اور حالات سُنے اور پڑھے ہوتے ہیں جو گو محض فرضی اور جھوٹے ہوتے ہیں مگر وہ ان کے اندر ولایت کا ایک معیار قائم کر دیتے ہیں جس کے مطابق وہ پھر دوسروں کو پرکھتے ہیں اور اسکے مطابق نہ پانے پر شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً فرض کرو کہ کسی نے یہ سُنا ہو کہ شیر وہ جانور ہے جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور گردن بہت لمبی ہوتی ہے اور دم بہت چھوٹی ہوتی ہے اور قد دس فٹ یا اس سے بھی زیادہ بلند ہوتا ہے وغیرہ ذالک۔ تو وہ جب کبھی کوئی اصل شیر دیکھے گا تو لامحالہ یہی خیال کرے گا کہ یہ تو شیر نہیں ہے کیونکہ جو نقشہ اس کے ذہن میں شیر کا ہے اس کے مطابق وہ اسے نہیں پائے گا۔ پس نبوت و ولایت کا ایک غلط نقشہ دل میں قائم ہو جانا بھی انسان کو اسی قسم کے شبہات میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس ایسے حالات میں انسان کو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی کا بغور مطالعہ کرے اور منہاج نبوت اور سنت نبوی کو اپنے سامنے رکھے اور زید و بکر کے متعلق جو محض فرضی اور جھوٹے قصے مشہور ہوں ان پر نہ جاوے اور اپنے معیار کو اس روشنی میں قائم کرے جو قرآن شریف اور سرور کائنات کے سوانح کے مطالعہ سے اسے حاصل ہو۔ ایک مسلمان کے واسطے بہرحال قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت مسلّم ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ زید و بکر کے متعلق وہ ایسی باتوں کو سچا تسلیم کرے جو قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ مسلمانوں میں ولیوں اور بزرگوں کے متعلق ایسے ایسے مبالغہ آمیز اور لایعنی قصّے اور خوارق مشہور ہیں کہ سُن کر حیرت آتی ہے اور تعجب ہے کہ یہ قصّے صرف زبانوں تک محدود نہیں بلکہ بدقسمتی سے مسلمانوں کے لٹریچر میں بھی راہ پا چکے ہیں۔

اس دھوکے کے پیدا ہونے کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ جیسا کہ میں نے اس کتاب کے حصہ اوّل میں لکھا تھا علم توجہ نے بھی مسلمانوں کو بہت تباہ کیا ہے۔ یہ علم ایک مفید علم ہے اور اس سے کئی صورتوں میں فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے لیکن اس کا غلط استعمال بھی اپنی نقصان رسانی میں کچھ کم نہیں۔ مسلمانوں میں جب روحانیت کم ہوئی اور لامذہبی اور مادیت کا رنگ پیدا ہونے لگا تو جو لوگ نیک اور متقی تھے ان کو اس کا فکر پیدا ہوا لیکن وہ اپنی روحانی حالت کو بھی ایسا قوی نہ پاتے تھے کہ ضلالت کے اس طوفان کو دبا سکیں۔ پس انہوں نے عوام کو تباہی سے بچانے کیلئے یہ راہ نکالی کہ علم توجہ سے جسے انگریزی میں Hypnotism کہتے ہیں کام لینا شروع کیا اور مذہب کی آڑ میں اس علم سے لوگوں کو مسخر کرنا چاہا۔ چنانچہ وقتی طور پر اس کا فائدہ بھی ہوا اور لوگ مادیت اور جھوٹی آزادی کی رو میں بہہ جانے سے ایک حد تک بچ گئے۔ مگر یہ خطرناک نقصان بھی ساتھ ہی ہوا کہ آہستہ آہستہ ایک طرف تو خود توجہ کرنے والے بزرگ اس امر کی اصلی حقیقت سے ناآشنا ہوتے گئے اور دوسری طرف عوام اس نشہ میں ایسے مخمور ہوئے کہ بس اسی کو دین و مذہب اور اسی کو روحانیت اور اسی کو جذب و اثر قرار دینے لگے اور ولایت کا ایک نہایت غلط معیار ان کے اندر قائم ہو گیا۔ حالانکہ علم توجہ دنیا کے علموں میں سے ایک علم ہے جسے مذہب کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں ہے بلکہ ہر شخص اپنی محنت اور استعداد کے مطابق اسے کم وبیش حاصل کر سکتا ہے گویا جس طرح ایک رونے والے بچے کو ماں اپنے آرام کیلئے افیم کی چاٹ لگا دیتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ وہ بچہ افیم کو ہی اپنی غذا سمجھنے لگ جاتا ہے اور اس کے ملنے پر تسکین و راحت پاتا ہے اور اس کے بغیر روتا اور چلاتا اور تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں کا حال ہوا یعنی علم توجہ کے نتیجہ میں جو ایک خمار اور سرور کی حالت عموماً معمول کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اسی کو وہ اپنی روحانی غذا سمجھنے لگ گئے اور اصل خوراک کو جو ان کی روح کا حصہ بن سکتی اور اسکی بقا کا موجب ہے بھلا دیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

(357) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا اعلان فرمایا تو اس سے اسلامی دنیا میں ایک خطرناک شور برپا ہو گیا اور چند سال تک یہ طوفان بے تمیزی ترقی کرتا گیا اور مخالفت کی آگ زیادہ تیز ہوتی گئی اور نہ صرف مسلمان بلکہ آریہ اور عیسائی بھی یکجان ہو کر آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے خلاف اس قدر زہر اُگلا گیا اور اس قدر بدزبانی سے کام لیا گیا کہ اللہ کی پناہ اور عملی طور پر بھی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے شرمناک طریق اختیار کئے گئے اور لوگوں کو آپ کی طرف سے بدظن کرنے کیلئے طرح طرح کے الزامات آپ کے خلاف لگائے گئے اور آپ کو کافر، مرتد، دجال، بے دین، دہریہ، دشمن اسلام، دشمن رسول، ٹھگ باز، دوکاندار وغیرہ وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ ان حالات میں آپ نے جن الفاظ میں علیحدگی میں بیٹھے ہوئے اپنے رب کو مخاطب کیا وہ میں درج ذیل کرتا ہوں۔ یہ ایک نظم ہے جو آپ کی زبان سے جاری ہوئی اور جس میں آپ کی قلبی کیفیات کا کچھ تھوڑا خاکہ ہے، آپ فرماتے ہیں:

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بردلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مُستَتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کُن من بدکار را
شاد کن ایں زُمرۂ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار
ہر مراد شاں بفضل خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کار من
در مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کن
اند کے افشائے آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ
واقفی از سوز ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ ازپئے ابراء من

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ

ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقوی کی راہوں پر قدم مارے

خلاصہ خطبہ عیدالاضحیہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سورۃ الحج آیت 38 کی تلاوت فرمائی۔

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَہَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

ترجمہ: ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوش خبری دے دے۔

حضور انور نے فرمایا: آج عید قربان ہے جسے ہم عید الاضحیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس عید پر مسلمان بڑے ذوق شوق سے قربانیاں کرتے ہیں۔ بکروں بھیڑوں گائے اونٹ کی قربانیاں کی جاتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں جانور اس عید کے موقع پر مسلمان دنیا میں ذبح ہوتے ہیں۔

فرمایا: یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ صرف تمہارے بڑے اور مہنگے جانوروں کی قربانیاں خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا اگر تقویٰ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو ان حاجتوں سے پاک ہے۔ پس ہمیں ان باتوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمیں قربانی سے روکا گیا یا مولوی یا حکومتی کارندے ہمارے جانور اٹھا کر لے گئے۔ بعض جگہ تو ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت اٹھا کر لے گئے اور کہتے ہیں یہ تمہارے لئے حرام ہے اور ان کے ہاں جا کر یہ گوشت حلال ہو جاتا ہے۔ بہرحال اگر ہم نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اس قربانی کا ارادہ کیا اور قربانی کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہاں مقبول ہے اور اگر یہ تقویٰ سے خالی قربانی ہے تو پھر بے فائدہ ایک جانور کا ذبح کرنا ہے۔

پس ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے ہر عمل میں تقویٰ کو سامنے رکھیں۔ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہدی معہود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں تقویٰ کی حقیقت سمجھائی۔ ہمیں اس بات پر پریشان یا افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمیں قربانی کا موقع نہیں ملا۔ اگر ہم زمانے کے امام کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرتے رہیں گے اور تقویٰ پر قائم رہیں گے تو ہماری قربانیوں کے ارادے جو نیک نیتی سے کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گے انشاء اللہ۔

ظاہری اعمال تقوی کے بغیر کچھ چیز نہیں۔ حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰہ والسلام اپنے ماننے والوں میں کس قسم کا تقویٰ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم یہ پیدا کر لیں تو ہم خوش قسمت ہیں ورنہ اگر ہماری قربانی ہو بھی جاتی ہے اور وہ تقویٰ کے بغیر ہے اور اس سوچ کے ساتھ نہیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانی کر رہے ہیں تو پھر یہ قربانی بے فائدہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کیلئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کیلئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسا تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جبکہ تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو وہ ابھی ناقص ہے۔

پھر حضرت مسیح وموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں۔ لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں۔ کوئی روحانیت میں ترقی نہیں ہوتی اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقوی پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقوی کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعوی ماموریت کا ہے تا وہ لوگ خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسا ہی رو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کیے گئے۔ جیسے چنگیز خان اور ہلاکو خان نے مسلمانوں کو تباہ کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ زبان لا الہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رو بہ دنیا ہے تو پھر اس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہم نے جب مسیح موعود کو ماننے کا اعلان کیا ہے اور یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے تو پھر ہمیں ہر وقت اپنے دل کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ ہر موقع پر ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور پھر ہمارے عمل اس کی پیروی کر رہے ہیں؟ پھر اس بات کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ متقی کی علامات کیا ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کیلئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کیلئے ایسی روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے علم وگمان میں نہ ہوں یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دوکان دار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغ گوئی کے سوا اس کا کام نہیں چل سکتا۔ لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو پھر خدا تعالیٰ نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ تم اللہ کو چھوڑو گے اللہ تمہیں چھوڑ دے گا اور جب رحمان چھوڑ دے تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔ حضور انور نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ متقی کو کبھی بے سہارا نہیں چھوڑتا۔ اگر اس بات کو ہم سمجھ جائیں تو ہم بھی اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں گے۔

متقی کون ہیں؟ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقوی کو چاہتا ہے۔ جس میں تقویٰ ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا ہو جائے گا۔

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی شکر گزاری کیلئے تقویٰ شرط ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کا پاس بھی رکھتا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمہارا اصل شکر تقویٰ وطہارت ہی ہے۔ مسلمان پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقوی کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: چاہئے کہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقوی ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقوی ہی ہو سکتا ہے۔ تقوی کے مدارج اور مراتب بہت سے ہیں لیکن اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقوی کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حصہ لے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: پس آج اس عید پر ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم نے اس معیار کے مطابق اپنے آپ کو لانا ہے اور اسکے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہمارا ہر قول وفعل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔ اگر ہم اس پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں اور اس کیلئے کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ضرور ہمیں وہ کچھ عطا فرمائے جس کا اس نے تقویٰ پر چلنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے اور مخالفین کی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اور ہمارے لئے کوئی افسوس کی بات نہیں ہوگی کہ ہمیں جانوروں کی قربانی سے روکا گیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں تو پھر قربانی کر کے بھی ہمارے لئے کوئی حقیقی خوشی کا مقام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اسکے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: اب ہم دعا بھی کریں گے۔ دعا میں اسیران راہ مولیٰ کو خاص طور پر یاد رکھیں جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اور قربانیاں بھی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پھر ان لوگوں کو بھی یاد رکھیں جو مختلف تکلیفوں سے اپنے دین اور ایمان کی وجہ سے گزر رہے ہیں۔ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کے کاروباروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پاکستان میں عموماً افراد جماعت پر تنگی اور ظلم وارد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے حق دار ہونے کے باوجود انہیں ملازمتوں سے نکالا جاتا ہے اسی طرح تمام مظلوموں اور محروموں کیلئے بھی دعا کریں۔ بنی نوع انسان کیلئے دعا کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکیں۔ دنیا جس تباہی کی طرف جا رہی ہے اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے کہ اس تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں اور اپنی حالتوں کو بدلنے والے ہوں ورنہ ایک بہت بڑی تباہی منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کیلئے یہ عید ہر لحاظ سے بہت بابرکت اور مبارک فرمائے۔

......☆......☆......☆......

سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے خلافت کے انعام کے جاری رہنے کا وعدہ ہے، اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مختلف حوالوں سے مختلف احکامات کا ذکر کیا ہوا ہے، پس ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے جائزے لیتے رہیں کہ کونسے احکام ہیں جن پر ہم عمل کر رہے ہیں اور کونسی باتیں ہیں جن کے کرنے کا ہمیں حکم ہے اور ہماری توجہ نہیں

سورۃ نور میں مذکور احکامات کا اجمالی تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح

آج ہر احمدی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر مومنین کی اُس جماعت میں شامل ہو گیا ہوں جس کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے، اُس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہمیشہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتا رہے

کیا خلافتِ احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات کی گواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضل اور احسانات جماعت پر فرمائے ہیں
ہر احمدی نے اپنی ذاتی زندگی میں بھی ان فضلوں اور احسانات کا مشاہدہ کیا ہے اور جماعتی طور پر بھی دنیا کی ہر جماعت نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور کر رہی ہے

جس طرح ہمارے بڑوں نے جو ابتدائی احمدی تھے، اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال سے احمدیت کے جھنڈے کو بلند رکھا اور خلافت کے خلاف ہر فتنہ کا بھی سر کچل کر رکھ دیا اور جماعت کے خلاف بھی دشمن کی ہر کوشش کے سامنے بنیان مرصوص کی طرح کھڑے ہو گئے اور اپنی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے، آج ہمارا فرض ہے اور آج ہم نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے اس نعمت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی نسلوں میں اس کی اہمیت کو قائم کرنا ہے

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 29 ؍جون 2008ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا یہ جلسہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ گزشتہ دو دن کے جلسہ کے پروگرام جن میں علمی اور تربیتی تقاریر بھی تھیں اور میری تقریر اور خطبہ بھی تھا آپ لوگوں میں مثبت اور پاک تبدیلی لانے کا ذریعہ بنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت بھی اُن ترقی کرنے والی اور اخلاص و وفا میں بڑھنے والی جماعتوں میں سے ایک ہے جن کے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے ہیں۔ اس لئے جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ یہ جلسہ مثبت تبدیلی اور پاک تبدیلی لانے کا ذریعہ ہوگا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ایک روحانی ماحول میں جمع ہونے سے جہاں صرف اور صرف اللہ اور رسول کی باتیں ہوتی ہوں، دنیا سے کٹ کر مومنین اپنی اصلاح کی کوشش کر رہے ہوں، اللہ تعالیٰ خاص برکت ڈالتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسے کا مقصد بھی یہی تھا کہ دنیا کے جھمیلوں میں ڈوب کر بعض کمزوریاں جو انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں، اُن کمزوریوں کو دُور کریں۔ وہ ایک خاص ماحول کی وجہ سے یہاں جلسہ پر اکٹھا ہونے سے دور ہو جائیں۔ اور پھر ویسے بھی ایک ایسا ماحول جس میں لوگ اللہ تعالیٰ کی خاطر جمع ہو کر اللہ اور رسول کی باتیں کر رہے ہوں اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کا حامل ہوتا ہے۔ فرشتے بھی ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

’’اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور اُنہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اُس مجلس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا اُن کے سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے، کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللّسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! انہوں نے تیری جنت تو نہیں دیکھی۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کی کیا کیفیت ہوگی جب وہ میری جنت دیکھ لیں گے۔ فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے اُن کی کیا حالت ہوگی اگر وہ میری آگ دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے اُنہیں بخش دیا۔ اور اُنہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور مَیں نے اُن کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اُن میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا۔ وہ وہاں سے گزرا اور اُن کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر وہاں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، حدیث نمبر 6408)

پس یہ ماحول جو جلسہ کا ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ الٰہی جلسہ ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے جو ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں، اُنہیں ایمان میں بڑھانے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے۔ جو کمزور ایمان ہیں اُن کے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے والا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی بخشش اور پناہ کی نظر کسی پر پڑتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی جنتوں کی بشارت کا اعلان فرماتا ہے تو ایک پاک اور مثبت تبدیلی کی طرف اُس کے قدم اُٹھنے لگتے ہیں۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھنی چاہئے اور اُس کے حضور یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہماری یہ مجلس اُس مجلس میں شمار ہو جائے جس کے شاملین کو اللہ تعالیٰ آگ سے پناہ دیتا ہے، جن کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور جس مجلس کی برکت سے راہ چلتوں کی بخشش کے سامان بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ان جلسوں اور مجالس میں خدا تعالیٰ کی تائید کا پتہ جہاں اپنوں میں پاک اور مثبت تبدیلی کے اظہار سے چلتا ہے وہاں غیروں کے تاثرات بھی اس بات کی تائید کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہے، اُس کے فرشتوں کی موجودگی ہمارے لئے تسکین کا باعث بن رہی ہے۔ کل ہی یہاں خواتین کے جلسے میں ایک غیر عورت نے غالباً لوکل عیسائی تھی، میری اہلیہ کو بتایا کہ تمہارے ماحول اور تمہاری عبادت کے طریق نے دل پر ایک عجیب اثر کیا ہے۔ عبادتیں تو ہم بھی کرتے ہیں لیکن ایسا متاثر کن نظارہ میں نے پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ یہ نظارے دنیا میں ہر جگہ ہمیں نظر آتے ہیں۔ گزشتہ دنوں میں نے جب افریقہ کا دورہ کیا تو وہاں کا نظارہ دیکھ کر خاص طور پر گھانا کے جلسہ کے نظارے دیکھ کر کئی لوگوں نے مجھے لکھا کہ یہ دیکھ کر ہمیں شرم بھی آئی کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی عبادت اور ذکر اور جلسہ کی برکات سے فیضیاب ہونے کیلئے یہ لوگ کوشاں تھے اور اس بات نے ہمارے اندر بھی تبدیلی پیدا کی اور ہم بھی کوشش کریں گے کہ ایمان اور اخلاص میں بڑھیں۔ تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی برکات سے مثبت تبدیلیاں صرف اُس مجلس میں نہیں آ رہی ہوتیں بلکہ ایم ٹی اے کا جو انعام خدا تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اُس کے ذریعہ دوسرے ملکوں میں بیٹھے ہوئے احمدی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو اترتا دیکھ کر اپنے اندر مثبت تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض لِلّٰہ اپنے ماننے والوں کو جمع کرنے کا جو اہتمام فرمایا اس کی برکات آج تک ہم دیکھ رہے ہیں اور جب تک محض لِلّٰہ ہم جمع ہوتے رہیں گے، ان برکات کو نازل ہوتے ہم دیکھتے رہیں گے اور پاک اور مثبت تبدیلیاں ہم اپنے اندر محسوس کریں گے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے رہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم مقصد کو پورا کرنے والے ہوں تا کہ ہم ہمیشہ اُن لوگوں میں شامل رہیں جو ہمیشہ آپ کی دعاؤں سے وافر حصہ پانے والے ہوں۔ اور یہ کون لوگ ہیں جو آپؑ کی دعاؤں سے حصہ پائیں گے؟ وہ کون لوگ ہیں جو جلسہ کی برکات سے حصہ پائیں گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ اُس کی جنتوں کے حصول کیلئے اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کے معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی زبانوں کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس مَیں امید کرتا ہوں کہ میرے خطبہ اور کل عورتوں میں جو مَیں نے باتیں کیں، اُن سے ہر شامل ہونے والے نے اپنے اندر اُن معیاروں کو حاصل کرنے کیلئے کوشش بھی کی ہوگی، دعا بھی کی ہوگی اور یہ عہد بھی دہراتے رہے ہوں گے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیشہ اُن معیاروں کی تلاش میں رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں اور جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔ آپؑ ہمیں عبادت اور اعمالِ صالحہ کے معیار اونچا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بار بار اس درد سے ہمیں تلقین فرماتے رہے جس کا تحریر میں، آپ کی کتب میں ذکر ملتا ہے کہ اگر ایک حقیقی احمدی اس درد کو محسوس کرے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اُس کا ہر دن اُسے

نیکی میں بڑھانے والا نہ ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہوکر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل: 129) (یعنی یادرکھو کہ اللہ یقیناً اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ کا طریق اختیار کیا اور جو نیکیاں کرنے والے ہیں) فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اُس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے، برابر ہوگیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اُسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اُس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 455، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں کتنا درد ہے ان الفاظ میں، ایک غم اور شدید غم کی کیفیت کا اظہار ہو رہا ہے کہ بیعت کر کے میری طرف منسوب ہوکر پھر عملی کمزوری دکھانا یا اعتقادی کمزوری دکھانا یہ تو مناسب نہیں۔ عملی کمزوری ایسی ہے جو عموماً لوگ دکھا جاتے ہیں اور اس کو نہیں سمجھتے کہ عملی کمزوری کیا ہے؟ یہ حقوق اللہ کا کماحقہٗ ادا نہ کرنا ہے۔ حقوق العباد کا ادا نہ کرنا بھی ہے۔ فرمایا کہ روزانہ کی ڈائری لکھو، اُس میں دیکھو کہ کیا نیکیاں کی ہیں اور کیا برائیاں کیں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف کیا کوشش کی ہے اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف کیا کوشش کی ہے۔ پھر دوسرے اعمال ہیں جن کی ایک فہرست ہے جو قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی۔ اور جہاں خدا تعالیٰ نے خلافت کے وعدہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان اعمالِ صالحہ کے بجالانے کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حقیقی مومن کی بعض خوبیوں اور خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’صفاتِ حسنہ اور اخلاقِ فاضلہ کے دو ہی حصے ہیں اور وہی قرآنِ شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہیں۔

اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا۔ فسق و فجور سے بچنا اور کُل محرماتِ الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمربستہ رہنا۔

دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔ بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں، بڑے خطرے میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستّار ہے، غفّار ہے، رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ہے۔ اُس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے۔ مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو، خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز، روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو مگر حق العباد کی پروا نہ کرنے کی وجہ سے اُس کے اَور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونوں کو پورے التزام اور احتیاط سے بجا لاوے۔ جو دونوں پہلوؤں کو پوری طرح سے مدّنظر رکھ کر اعمال بجالاتا ہے وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزورِ بازو اور اپنی طاقت سے بجالانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفسِ امّارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور توفیق اُس کے شاملِ حال نہ ہو، کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ دعائیں کرتا رہے تاکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفسِ امّارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر نفسِ امّارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مارِ آستین ہے۔ اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن، نفسِ اَمّارہ اندرونی دشمن اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی انسان کے متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے اور نورِ ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (یوسف: 54) یعنی مَیں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا اور اُسکی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہوگیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم صفحہ 257، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہے ایک عمومی تصویر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مومن کے فرائض کی کھینچی ہے۔ اُن مومنین کی جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والے ہیں، اُس کے انعام سے فیض پانے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اقتباس مَیں نے پڑھا اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بنیادی احکامات جو قرآنِ کریم میں بیان ہوئے ہیں وہ دو ہیں اور باقی اُن احکامات کی تفسیر ہے۔ پہلا حق جو بیان ہوا وہ خدا تعالیٰ کا حق ہے اور اُس میں سب سے اول ایک خدا کی عبادت کرنا ہے اور اُس کی عبادت کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کرنا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے جمعہ کے خطبہ میں اس کی تفصیل بھی بیان کی تھی کہ عبادت کا حق نمازوں میں ہے اور پانچ وقت توجہ سے نمازوں کی ادائیگی سے ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ فسق و فجور سے بچے۔ فسق کا مطلب یہ ہے کہ جو سیدھے راستہ سے دور ہو جائے، اطاعت سے باہر نکل جائے۔ حق کو قبول کر کے اُسے چھوڑ دینے والا فاسق کہلاتا ہے۔ پس نبی کی بیعت میں آ کر پھر اُس سے نکل جانے والا فاسق ہے۔ یا بیعت کا دعویٰ کر کے پھر اُن شرائط کی پابندی نہ کرنا جن پر بیعت کی تھی وہ بھی فاسق ہے۔ اور ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حق نہ ادا کرنے والا ہے۔ اور فاجر اور بدکار جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے وہ بھی اللہ کا حق نہ ادا کرنے والا ہے۔ اور اس کے علاوہ جتنے بھی محرمات اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں اُن سے نہ بچنے والا اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرنے والا ہے۔ ارکانِ ایمان اور ارکانِ اسلام پر عمل نہ کرنے والا خدا تعالیٰ کا حق ادا نہ کرنے والا ہے۔

دوسرا حق جو خدا تعالیٰ نے فرض کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ہے۔ اُن کو نہ ادا کرنے والا مومن نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اُن انعاموں سے فیض پا سکتا ہے جو ایک مومن کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اور اس بارے میں ایک بہت ہی اہم بات جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی کہ اگر بندوں کا حق ادا نہیں کر رہے تو حقوق اللہ کی ادائیگی بھی فائدہ نہیں دے گی اور نمازیں اور دوسری نیکیاں بھی ضائع ہو جائیں گی۔

پس یہ اسلام کی ایک حسین تعلیم ہے۔ دنیا میں امن وسکون اور محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنے کی ایک حسین تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کے بیشمار حق قرآنِ کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً نیکی کی بات کا حکم دینا۔ برائی کی باتوں سے روکنا۔ لوگوں سے نرمی اور پیار سے بات کرنا۔ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرنا۔ غریبوں کی دیکھ بھال کرنا۔ مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کا خیال رکھنا۔ اپنی امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرنا۔ ابھی امیر صاحب نے بھی ایک عہد دوہرایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اس عہد کی پابندی کرنے والے ہوں۔ اپنے نفس کی قربانی کر کے دوسروں کی تکلیف دور کرنا۔ عاجزی اور انکساری سے دوسروں سے پیش آنا۔ بدظنیوں سے بچنا تا کہ فساد دور ہوں۔ ہمیشہ سچائی کو اپنا شعار بنانا اور جھوٹ سے نفرت کیونکہ جھوٹ خدا تعالیٰ سے دور کرتا ہے۔ ہمیشہ شکرگزاری کے جذبات سے لبریز ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرگزار ہونا اور بندوں کا بھی شکرگزار ہونا۔ کوئی فائدہ کسی سے پہنچے تو اُس کی شکرگزاری کرنا یہ ایک مسلمان اور مومن کی نشانی ہے۔ اگر اصلاح معاف کرنے سے ہو سکتی ہو تو معاف کرنا اور غصہ کو دبانا۔ ہر برائی کا بدلہ لینا ایک مومن کا کام نہیں ہے۔ مومن کا کام ہے اصلاح کرنا۔ اگر سزا کے بغیر اصلاح ہو سکتی ہے، اگر کوئی عادی مجرم نہیں ہے تو پھر اُس کو معاف کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے اُس کی اصلاح ہوگی۔ صبر اور وسعتِ حوصلہ کا مظاہرہ کرنا یہ بھی ایک مومن کی بڑی نشانی ہے۔ عدل اور انصاف کا دامن کبھی نہ چھوڑنا، یہاں تک فرمایا کہ اگر اپنوں کے خلاف بھی تمہیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے گواہی دینی پڑے تو گواہی دو، کجا یہ کہ انصاف کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔ بلکہ پھر فرمایا کہ دوسرے سے اس سے بڑھ کر سلوک کرنا جو احسان کی صورت میں ہو۔ صرف عدل نہیں کرنا، انصاف نہیں کرنا بلکہ احسان کرنا جو عدل سے بڑھ کر اگلا قدم ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبت کا سلوک کرنا جس طرح اپنے انتہائی قریبی سے کیا جاتا ہے۔ احسان تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بعض دفعہ آدمی دوسرے کو جتا دیتا ہے کہ مَیں نے تم سے فلاں وقت میں یہ احسان کیا تھا لیکن کبھی کوئی ماں اپنے بچے کو یہ نہیں جتاتی کہ مَیں نے تمہاری پرورش کی اس لئے تم ساری عمر میرا احسان اتارتے رہو۔ تو جس طرح قریبیوں سے سلوک کیا جاتا ہے، اس سے بڑھ کر کرو۔ عدل کرو، احسان کرو پھر ایک دوسرے سے انتہائی قریبیوں کی طرح محبت کرو، کیونکہ عین ممکن ہے کہ یہ سلوک پیار محبت پھیلانے کا ذریعہ بن جائے، بلکہ بنتا ہے۔ (ماخوذ از کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 30-31)

پھر ہمسایوں سے حسنِ سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا اہم حکم ہے۔ اپنے ماتحتوں سے حسنِ سلوک کرنا ایک حکم ہے۔ امن کے قیام اور خدمتِ انسانیت کیلئے کہیں سے بھی آواز اُٹھے اُس کیلئے فوراً تیار ہونا یہ بھی ایک اہم حکم ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرنا۔ اور اسی طرح بیشمار احکامات ہیں جو قرآنِ شریف میں آئے ہیں۔ چند مَیں نے گنوائے ہیں جن پر ایک مومن کو سمجھ کر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کے کرنے کی قرآنِ کریم میں ممانعت کی گئی ہے کیونکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق غصب کرنے والی ہوتی ہیں۔ اُن کو اُن کے جائز حق سے محروم کرنے والی ہیں۔ پس ایک احمدی اگر اس اصول کو سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی تعداد سمجھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا اور ایک احمدی اُس سے فیض پاتا چلا جائے گا۔

سورۃ نور میں آیت استخلاف کے حوالے سے ہم خدا تعالیٰ کے وعدے اور انعام کا ذکر سنتے اور پڑھتے ہیں۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور عملِ صالح کرنے والوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان میں کامل اور عملِ صالح میں ترقی کرنے والے تب بنیں گے جب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف گہری نظر ہوگی۔ سورۃ نور میں جس میں آیت استخلاف ہے اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے خلافت کے انعام کے جاری رہنے کا وعدہ ہے۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مختلف حوالوں سے مختلف احکامات کا ذکر کیا ہوا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے جائزے لیتے رہیں کہ کونسے احکام ہیں جن پر ہم عمل کر رہے ہیں اور کونسی باتیں ہیں جن کے کرنے کا ہمیں حکم ہے اور ہماری توجہ نہیں۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہئے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

سورۃ نور میں ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں احکام ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے اور یہی پھر تمہارے نیک اعمال کا ذریعہ بنیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں معاشرے کی برائیاں دور کرنے کی طرف توجہ دلائی، سزاؤں کا ذکر کیا تو وہ اس لئے کہ بعض باتیں معاشرے میں برائیاں پیدا کرتی ہیں اُن کی اصلاح کیلئے سزائیں بھی دینی ضروری ہیں۔ جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگا کر اُن کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں، معاشرے کے امن کو برباد کرتے ہیں اُن کیلئے سزا کا حکم ہے۔ پھر ایک حکم ہے کہ جب کوئی نیکی جاری کرو تو اُسے بند نہ کرو۔ خدمتِ خلق کے کام کرو تو ذاتی ناراضگیوں کی وجہ سے اُن میں کمی نہ کرو۔ یہ عہد نہ کرو کہ مَیں فلاں وجہ سے بند کر دوں گا کہ اللہ تعالیٰ تو اس دنیا میں ہمیشہ نیکیاں جاری رکھنا چاہتا ہے۔ پھر مَردوں کو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور بے محابا عورتوں کی طرف نہ دیکھیں۔ پردے کا حکم اگر عورتوں کو ہے تو مَردوں کو بھی یہ حکم ہے۔ دلوں کی پاکیزگی کیلئے یہ ضروری چیز ہے۔ پھر عورتوں کو حکم ہے کہ نظریں نیچی کریں اور پردہ کریں۔ پھر ایک حکم ہے کہ مومنین کو تجارتیں اللہ کے ذکر سے، نمازوں سے غافل نہیں کرتیں۔ اسی طرح مالی قربانیوں سے بھی مومنین غفلت نہیں کرتے۔ دین کی خاطر اگر قربانی دینی پڑے، انسانیت کی خاطر اگر مالی قربانی دینی پڑے تو کوئی مومن اُس سے غفلت نہیں برتتا۔ اگر سورۃ جمعہ کی آخری آیات کے ساتھ اس کو ملائیں تو واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخرین میں تجارتوں اور کھیل کود کے نمازوں اور عبادتوں سے غافل رکھنے کی خبر دی اور وہ اس زمانے کیلئے ہے۔ لیکن یہاں یہ بات واضح کر دی کہ اگر تم حقیقی مومن ہو، خلافت کے وعدے سے فیض پانے والے ہو تو عبادتوں اور مالی قربانیوں سے کبھی غافل نہیں ہو گے۔ وہ لوگ تو ضرور کھیل کود میں مبتلا ہوں گے، عبادتوں سے غافل ہوں گے جو خلافت کے انعام سے دور چلے جائیں گے۔ لیکن خلافت کا انعام پانے والے مسیح محمدی کی بیعت میں آنے والے کبھی ان چیزوں سے غافل نہیں ہوتے۔ اور پھر یہ انعام نسل درنسل تم میں جاری رہے گا۔ پھر فرمایا جو لوگ ایک عہد کرتے ہیں، وعدہ کرتے ہیں، عہدِ بیعت کو نبھانے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن بعض حالات کی وجہ سے کمزوریاں دکھاتے ہیں، اپنے عہدِ بیعت سے پھر جاتے ہیں، یہ لوگ ہرگز مومن نہیں۔ پھر ایسے لوگ خلافت کے انعام سے بھی فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر ایک حکم ہے کہ جو اللہ اور اُس کے رسول کے مطابق کئے گئے فیصلوں سے انحراف کریں۔ اگر کوئی بات اُن کے حق میں ہو تو فوراً دعویٰ کہ ہم تو اطاعت گزار ہیں۔ اطاعت گزاری تو تب ہو گی، خلافت سے وفا کا تعلق تو تب ہو گا جب ہر فیصلہ اور حکم خوش دلی سے قبول کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی کے بعد خلافت کا حقیقی فیضان وہی پائیں گے جو سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن صرف بڑے بڑے دعوے نہیں کرتے کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے، قسمیں نہیں کھاتے بلکہ وہ اطاعت کرتے ہیں جو طاعت درمعروف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی اطاعت کرو اور ایسے انعام یافتہ مومنین ایسی اطاعت کرنے والے ہوں گے جو عرفِ عام میں اطاعت سمجھی جائے، ورنہ دعویٰ تو کوئی چیز نہیں۔ پھر ایسی اطاعت کرنے والے اور معروف فیصلوں پر عمل کرنے والے خلافت کے انعام کے حقدار بنتے ہیں اور بنتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے گھروں میں جانے اور پردے کے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ وہ خاص اوقات گھر والوں کیلئے ہیں جن میں وہ گھر میں موجود ہوتے ہیں۔ اور ان میں وہ ایسے لباس میں ہوتے ہیں جس کے ساتھ وہ لوگوں کے سامنے آنا نہیں چاہتے۔ یا ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ دوسروں کو انہیں اس حالت میں دیکھنا نہیں چاہئے اس لئے بے محابا گھروں میں نہ جاؤ۔ یہ حکم غیروں کیلئے نہیں بلکہ قریبیوں اور رشتہ داروں کیلئے ہے کہ وہ بھی بغیر اجازت کے گھروں میں نہ جائیں۔ کجا یہ کہ آج کل کے معاشرے نے اتنی بے حیائی کر دی ہے کہ سڑکوں پر بے حیائی کے نظارے نظر آتے ہیں۔ لباس ہیں تو وہ ننگے ہیں۔ پس ایسے لباس پہننے والے اور ایسی حرکتوں کے مرتکب نہ تو کبھی اس زمرہ میں شامل ہو سکتے ہیں جو خلافت کے انعام سے فیض پانے والے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ پس لباس کے یہ ننگے پن ایک مومن کو متاثر نہیں کرنے چاہئیں۔ ہر احمدی مرد اور عورت جو خلافت سے وفا کا عہد کرتا ہے اُسے اپنی ذاتی زندگی بھی حیادار بنانی ہو گی اور اپنا ایک تقدس قائم کرنا ہو گا۔ اور گہرائی میں جائیں تو اس سورۃ میں مزید کئی احکامات ایک مومن کی زندگی کے بارے میں مل جاتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو احکامات پر عمل کر کے اُس وعدے سے فیض پانے والے ہوں گے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ (سورۃ النور: 56) کہ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ اور پھر اس دین پر اُنہیں مضبوطی سے قائم کر دے گا جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے۔ اور پھر اس دین پر قائم رہنے والے اور نیک اعمال بجا لانے والے اور کامل اطاعت گزار اس بات سے بے خوف ہو جائیں کہ کبھی کوئی چیز اُنہیں خوف کی حالت میں ڈالے یا کبھی بھی ڈال سکتی ہے یا ڈالے رکھے گی۔ بلکہ جب بھی ایسے حالات ہوں جس میں خوف نظر آتا ہو تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا (سورۃ النور: 56) کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خوف کی حالت کو ہمیشہ امن کی حالت میں بدلتا چلا جائے گا۔ پس حقیقی مومنین سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔

آج ہر احمدی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر مومنین کی اُس جماعت میں شامل ہو گیا ہوں جس کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے، اُس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہمیشہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے چلے جانے کی کوشش کرتا رہے۔ ہر مرد، ہر عورت، ہر بچہ، ہر جوان یہ سوچ پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کے انعام سے نوازا ہے۔ ہم نے اس کا اہل بننے کی حتی المقدور کوشش کرنی ہے۔ ہم نے اُن انعامات کے حصول کی کوشش کرنی ہے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے فرمایا ہے، جن پر خلافت کی نعمت اتاری گئی ہے۔ ہم نے اُن اعمالِ صالحہ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یاد رکھیں اگر آج ہم نے اپنی حالتوں کو تبدیل کرنے اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہنے کی طرف توجہ نہ دی تو ہٹتے ہٹتے اتنی دور چلے جائیں گے جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہو گی اور نتیجۃً پھر اُس انعام کے بھی مستحق نہیں ٹھہریں گے جو خلافت سے وابستہ ہے اور نہ صرف خود محروم ہو رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی محروم کر رہے ہوں گے۔ کیا خلافتِ احمدیہ کی سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضل اور احسانات جماعت پر فرمائے ہیں۔ ہر احمدی نے اپنی ذاتی زندگی میں بھی ان فضلوں اور احسانات کا مشاہدہ کیا ہے اور جماعتی طور پر بھی دنیا کی ہر جماعت نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور کر رہی ہے۔ پس کوئی عقلمند احمدی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم ہو۔ پس اس انعام سے محروم رہنے والے اگر کوئی ہوں گے تو وہ چند لوگ جو اس کی قدر نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو تخفیف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جب کبھی ایسے چند لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے خلافت سے اپنے آپ کو علیحدہ کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ایک قوم خلافت کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ایک قوم بے قدری کرے گی تو اس سے بہتر قوم کو کھڑا کر دوں گا اور ہم اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا دیکھتے رہے ہیں کہ قوموں کی قومیں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دے رہا ہے اور اُن کے معیار بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

آج دنیا کی مختلف قوموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قومیں اپنے مسیح کی حمایت میں کھڑی کر دی ہیں، مسیح محمدی کے پروانے ایسے ایسے دور دراز علاقوں میں پیدا ہو چکے ہیں جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ انسانی کوشش سے پیغام پہنچ سکتا ہے۔ ہم تو ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کی بارش جماعت پر دیکھتے ہیں۔ جماعت کے خلاف دشمن کی بھی 120 سالہ تاریخ اور کوشش ہے، اور یہ کوشش بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے اور گواہی دیتے ہوئے ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہمیشہ ناکامیوں اور نامرادیوں کا منہ ہی دکھایا ہے۔ اور احمدیت کا قافلہ اُس کے فضل سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

پس جس طرح ہمارے بڑوں نے، اُن لوگوں نے جو ابتدائی احمدی تھے، اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال سے احمدیت کے جھنڈے کو بلند رکھا اور خلافت کے خلاف ہر فتنہ کا بھی سر کچل کر رکھ دیا اور جماعت کے خلاف بھی دشمن کی ہر کوشش کے سامنے بنیان مرصوص کی طرح کھڑے ہو گئے اور اپنی قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔ آج ہمارا فرض ہے اور آج ہم نے اس ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے، اس نعمت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی نسلوں میں اس کی اہمیت کو قائم کرنا ہے۔ اپنی نسلوں سے یہ عہد لینا ہے کہ چاہے جس طرح بھی ہو، جان، مال، وقت اور اپنے نفس کی قربانی دیتے ہوئے خلافت احمدیہ کی حفاظت کرنی ہے اور ہمیشہ کرتے چلے جانا ہے۔ اور اپنی نسل میں اپنی قوم اور دنیا میں اسلام اور احمدیت کے پیغام کو پہنچانے کی کوشش کرتے چلے جانا ہے۔ اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک تمام دنیا تک اسلام کا پیارا اور امن کا پیغام نہ پہنچ جائے۔ اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک تمام دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا نہ لہرائے۔ جب تک تمام دنیا ایک خدا کی عبادت کرنے والی نہ بن جائے۔ وہ خدا جو تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے، جو رب العالمین ہے، جو رحمان اور رحیم ہے، جو ہر آن ہم پر اپنے فضلوں کی بارشیں برسا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سب شاملینِ جلسہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آپ سب کو خلافتِ احمدیہ کیلئے سلطانِ نصیر بنائے۔ ہر ایک ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرتے چلے جانے والا ہو۔ آپ سب ملک وقوم کے حقیقی وفادار ہوں۔ اپنے ملک سے کئے گئے عہد کو بھی نبھانے والے ہوں کہ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ وطن کی محبت بھی ایمان کا حصہ ہے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور خیریت سے اپنے گھروں میں واپس لے جائے۔ آمین۔ اب ہم دعا کریں گے۔

(حضور نے اس موقعہ پر استفسار فرمایا کہ) آپ کے پاس حاضری کا کوئی figure ہے؟ اچھا اب پہلے دعا کر لیں۔

دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا: ایک منٹ خاموش ہو جائیں۔ یہ حاضری بھی اب سن لیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق اس جلسہ کی حاضری پندرہ ہزار دوسو ہے۔ پانچ ہزار آٹھ سو مرد اور آٹھ ہزار دوسو چونسٹھ خواتین۔ میرا خیال تھا کہ مرد آگے چلے جائیں گے لیکن عورتیں ہمیشہ مردوں سے آگے نکل جاتی ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24/مئی 2013)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

والد کی دعاؤں سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کی بددعا سے بچو

شادی کے بعد ایک واقفہ نو کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ بچوں کی ایسی تربیت کرے کہ اُنکا اللہ سے تعلق پیدا ہوجائے، اپنی نئی نسل کو احمدیت پر قائم کرے اور اللہ تعالیٰ سے اسکا تعلق جوڑے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:3)

سوال **ایک خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ایک واقعہ کہ ”آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کو ایک چھڑی عطا فرما کر ارشاد فرمایا تھا کہ اس سے اپنے گھر میں موجود جن کو مار کر بھگا دینا“ کے بارے میں ایک خاتون نے حضور انور کی خدمت اقدس میں اس واقعہ کی مزید وضاحت کی درخواست کی۔** جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 29/اگست 2019ء میں اس واقعہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث اور ایسی دوسری احادیث جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آپ کے صحابہ کیلئے روشنی کے نمودار ہونے کے واقعات کا ذکر ہے، دراصل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات پر مشتمل ہیں۔ اور اس قسم کے معجزات اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے انبیاء کی صداقت کیلئے دکھاتا رہا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کی زندگیوں میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے کئی واقعات کو ظاہر فرمایا۔

جہاں تک اس حدیث میں جن یا شیطان کو چھڑی سے مارنے کا تعلق ہے تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ جن انسانوں کے جسم میں گھس جاتے ہیں اور انہیں اس طرح مارنے سے انسانوں کے جسموں سے نکالا جا سکتا ہے، بالکل لغو بات ہے۔

اس حدیث میں جن سے مراد کوئی چور یا نقصان پہنچانے والا کوئی جانور مراد ہے جو رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر حضرت قتادہ بن نعمان کے گھر گھس گیا تھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے انبیاء کو غیر معمولی طور پر علم غیب سے نوازتا ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے خبر دے دی تھی کہ حضرت قتادہ بن نعمان کے گھر کوئی چور یا نقصان دینے والا جانور چھپا ہوا ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ بن نعمان کو اس خطرہ سے آگاہ فرماتے ہوئے انہیں نصیحت کی کہ جب وہ گھر پہنچیں تو اس چھڑی کے ساتھ اس چور یا اس جانور کو مار کر بھگا دیں۔ چنانچہ بعض دوسری کتب میں اس واقعہ کی تشریح میں یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ جب حضرت قتادہ بن نعمانؓ گھر پہنچے تو ان کے گھر والے سب سوئے ہوئے تھے اور گھر کے ایک کونہ میں ایک سیہہ چھپا ہوا تھا جسے انہوں نے اس چھڑی سے مار کر بھگا دیا۔

سوال **ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار کیا کہ کاروباروں میں مختلف قسم کے مفادات کے حصول نیز حادثاتی نقصانات سے بچنے کیلئے انشورنس کروانے کے بارے میں اسلامی حکم کیا ہے؟** اس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 11/اپریل 2016ء میں جو جواب عطا فرمایا، اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جواب انشورنس صرف وہ جائز ہے جس پر ملنے والی رقم نفع و نقصان میں شرکت کی شرط کے ساتھ ہو اور اس میں جوئے کی صورت نہ پائی جاتی ہو۔ اگر صرف نفع کی شراکت کی شرط کے ساتھ ملے تو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

اسی طرح اگر پالیسی ہولڈر کمپنی کے ساتھ ایسا معاہدہ کرلے کہ وہ صرف اپنی جمع شدہ رقم وصول کرے گا اور اس پر سود نہ لے گا تو ایسی انشورنس کروانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انشورنس اور بیمہ کے سوال پر فرمایا: ”سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ قمار بازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے۔“ (اخبار بدر نمبر 10 جلد 2 مؤرخہ 27/مارچ 1903ء صفحہ 76)

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا: ”اگر کوئی کمپنی یہ شرط کرے کہ بیمہ کرانے والا کمپنی کے فائدے اور نقصان میں شامل ہوگا تو پھر بیمہ کرانا جائز ہوسکتا ہے۔“

(الفضل 7/جنوری 1930ء)

”ایک خط کے جواب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ یہ بات درست نہیں کہ ہم انشورنس کو سود کی ملونی کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ کم از کم میں تو اسے اس وجہ سے ناجائز قرار نہیں دیتا۔ اس کے ناجائز ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ انشورنس کے کاروبار کی بنیاد سود پر ہے۔ اور کسی چیز کی بنیاد سود پر ہونا اور کسی چیز میں ملونی سود کی ہونا ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق کوئی انشورنس کمپنی ملک میں جاری نہیں ہوسکتی جب تک ایک لاکھ کی سیکوریٹیز گورنمنٹ نہ خریدے۔ پس اس جگہ آمیزش کا سوال نہیں بلکہ لزوم کا سوال ہے۔

(2) دوسرے انشورنس کا اصول سود ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ کے مطابق اسلامی اصول یہ ہے کہ جو کوئی رقم کسی کو دیتا ہے یا وہ ہدیہ ہے یا امانت ہے یا شراکت ہے یا قرض ہے۔ ہدیہ یہ ہے نہیں۔ امانت بھی نہیں، کیونکہ امانت میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ یہ شراکت بھی نہیں، کیونکہ کمپنی کے نفع و نقصان کی ذمہ داری اور اس کے چلانے کے اختیار میں پالیسی ہولڈر شریک نہیں۔ ہم اسے قرض ہی قرار دے سکتے ہیں اور حقیقتاً یہ ہوتا بھی قرض ہی ہے۔ کیونکہ اس روپیہ کو انشورنس والے اپنے ارادہ اور تصرف سے کام پر لگاتے ہیں اور انشورنس کے کام میں گھاٹا ہونے کی صورت میں روپیہ دینے والے پر کوئی ذمہ واری نہیں ڈالتے۔ پس یہ قرض ہے اور جس قرض کے بدلہ میں کسی قبل از وقت سمجھوتہ کے ماتحت کوئی نفع حاصل ہو اسے شریعت اسلامیہ کی رو سے سود کہا جاتا ہے۔ پس انشورنس کا اصول ہی سود پر مبنی ہے۔

(3) تیسرے انشورنس کا اصول ان تمام اصولوں کو جن پر اسلام سوسائٹی کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے باطل کرتا ہے۔ انشورنس کو کلی طور پر رائج کر دینے کے بعد تعاون باہمی، ہمدردی اور اخوت کا مادہ دنیا سے مفقود ہو جاتا ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان مؤرخہ 18/ستمبر 1934ء صفحہ 5)

بعض ملکوں میں حکومتی قانون کے تحت انشورنس کروانا لازمی امر ہوتا ہے۔ ایسی انشورنس کروانا جائز ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ایک دوست نے 25/جون 1942ء کو سوال کیا کہ یو۔ پی گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ ہر شخص جسکے پاس کوئی موٹر ہے وہ اس کا بیمہ کرائے کیا یہ جائز ہے؟

حضور نے فرمایا: ”اس کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ حکم صرف یوپی گورنمنٹ کا ہی نہیں بلکہ پنجاب میں بھی گورنمنٹ کا یہی حکم ہے۔ یہ بیمہ چونکہ قانون کے ماتحت کیا جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے اسے جبری قرار دیا گیا ہے اس لئے اپنے کسی ذاتی فائدہ کے لئے نہیں بلکہ حکومت کی اطاعت کی وجہ سے یہ بیمہ جائز ہے۔“

(الفضل 4/نومبر 1961ء فرمودہ 25/جون 1942ء)

انشورنس کے متعلق مجلس افتاء نے درج ذیل سفارش حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں پیش کی جسے حضور انور نے 23/جون 1980ء کو منظور فرمایا: ”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کے مطابق جب تک معاہدات سود اور قمار بازی سے پاک نہ ہوں بیمہ کمپنیوں سے کسی قسم کا بیمہ کروانا جائز نہیں ہے۔ یہ فتاوی مستقل نوعیت کے اور غیر مبدل ہیں البتہ وقتاً فوقتاً اس امر کی چھان بین ہوسکتی ہے کہ بیمہ کمپنیاں اپنے بدلتے ہوئے قوانین اور طریق کار کے نتیجہ میں قمار بازی اور سود کے عناصر سے کس حد تک مبرا ہوچکی ہیں۔

مجلس افتاء نے اس پہلو سے بیمہ کمپنیوں کے موجودہ طریق کار پر نظر کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اگرچہ رائج الوقت عالمی مالیاتی نظام کی وجہ سے کسی کمپنی کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے کاروبار میں کلیةً سود سے دامن بچا سکے لیکن اب کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان ایسا معاہدہ ہونا ممکن ہے جو سود اور قمار بازی کے عناصر سے پاک ہو۔ اس لئے اس شرط کے ساتھ بیمہ کروانے میں حرج نہیں کہ بیمہ کروانے والا کمپنی سے اپنی جمع شدہ رقم پر کوئی سود وصول نہ کرے۔“

(رجسٹر فیصلہ جات مجلس افتاء صفحہ 60 غیر مطبوعہ)

سوال **نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ نے کتب احادیث میں مروی والد کی اپنی اولاد کے حق میں دعا اور اولاد کے خلاف بددعا دونوں کے قبول ہونے کے متعلق روایات اور ان کے عربی الفاظ کی مختلف لغات سے تشریح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے رہنمائی چاہی کہ ان میں سے کونسی روایت اور کس ترجمہ کو اختیار کیا جائے؟** حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 25/فروری 2015ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اگر ”والد کی اپنی اولاد کیلئے دعا“ ترجمہ کر دیا جائے تو حدیث کا ترجمہ واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن کتب احادیث میں مروی دونوں قسم کی احادیث اپنی اپنی جگہ پر درست اور ہماری رہ نمائی کر رہی ہیں۔ دونوں احادیث کو سامنے رکھیں تو مضمون یہ بنے گا کہ جس شخص کی دعا قبولیت کا درجہ رکھتی ہے اس کی بددعا بھی قبول ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ دعا تو قبول کروں گا اور بددعا قبول نہیں کروں گا۔

والد کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں بھی قبول کرتا ہے اور بددعا بھی سنتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں والدین کے متعلق خاص طور پر فرمایا ہے کہ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ○ وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل: 24-25) یعنی تیرے رب نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر۔ اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (ان کے لئے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے

رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

پس ان احادیث میں حضور ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ والد کی دعاؤں سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کی بددعا سے بچو۔

سوال: گلشن وقف نو لجنہ و ناصرات میلبرن آسٹریلیا مؤرخہ 12/اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کیوں نظر نہیں آتا؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہستی ہے جو نظر نہیں آسکتی۔ (حضور انور نے سوال کرنے والی بچی کو مخاطب کرتے ہوئے چھت پر لگے بلب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تمہیں یہ بلب نظر آ رہا ہے ناں؟ اور بلب کی روشنی (حضور انور نے اپنے سامنے پڑے میز کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہاں پڑ رہی نظر آ رہی ہے۔ یہ کس طرح چل کے آرہی ہے؟ یہ روشنی تمہیں وہاں سے یہاں تک آتے ہوئے چلتی ہوئی نظر آ رہی ہے؟ (حضور انور نے دوبارہ بچی سے پوچھا) وہ بلب کی روشنی ہے، وہ تو چمک رہا ہے اور یہاں (میز پر) روشنی پڑ گئی۔ لیکن جو بیچ کا فاصلہ ہے اس میں بھی تو کوئی چیز نظر آنی چاہیے۔ جو وہاں سے چلی، یہاں پہنچی۔ درمیان میں نظر آ رہی ہے؟ (بچی نے عرض کیا کہ نظر نہیں آ رہی۔ تو حضور نے فرمایا) نہیں نظر آ رہی ناں؟ تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ روشن ہے اور اس کی روشنی ایسی روشنی ہے جو نظر نہیں آتی۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں نظر آتی ہیں۔ تم دعا کرو تو تمہاری دعا کبھی قبول ہوئی ہے؟ تم نے اللہ تعالیٰ سے کبھی دعا کی ہے؟ وہ پوری ہوئی؟ (بچی نے عرض کی کہ جی پوری ہوئی۔ حضور نے فرمایا) بس یہی اللہ تعالیٰ کا نظر آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو زمین ہے، Planet ہے، Universe ہے، پھر یہاں جو ساری Creation ہے، پودے ہیں، Vegetation ہے۔ آسٹریلیا تو Flora & Fauna کی بڑی مشہور جگہ کہلاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ہر چیز میں دیکھو۔ ایک Plant یہاں نکلتا ہے۔ ویسے کہتے ہیں کہ Plant کے اگر پتے نہ ہوں تو جو Chlorophyll ہے، اس کے ساتھ Plant کی زندگی بنتی ہے۔ اور پتے جو ہیں اس میں اپنا Role Play کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں میں نے ایسے Plants بھی دیکھے ہیں جو صرف ایک Stick ہے اور وہ Stem جو ہے وہی پتوں کا بھی Role ادا کر رہا ہے اور اس کے Top کے اوپر ایک خوبصورت سا بڑا Colourful قسم کا پھول لگا ہوا ہے۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے، اسے دیکھو اور اس پر غور کرو تو وہیں اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے۔

سوال: گلشن وقف نو لجنہ و ناصرات میلبرن آسٹریلیا مؤرخہ 12/اکتوبر 2013ء میں ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے حضور انور سے دریافت کیا کہ واقفات نو لجنہ کی جب شادی ہوتی ہے اور ہمارے اوپر گھر کی، فیملی کی اور بچوں کی ذمہ داری آتی ہے تو اس وقت ہم اپنے وقف نو ہونے کا Role صحیح طریقہ سے کیسے ادا کر سکتی ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب درج ذیل الفاظ میں عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: وقف نو ہونے کا Role صحیح طریقہ سے ادا کرنے کیلئے پہلے تو جو پانچ نمازیں فرض ہیں ان کو اچھی طرح پڑھو۔ اگر تہجد پڑھ سکتی ہو تو وہ پڑھو۔ قرآن شریف پڑھو اور اس کا ترجمہ پڑھو۔ اگر لجنہ کا کوئی کام تمہارے سپرد ہوتا ہے تو وہ جس حد تک ہوتا ہے وہ کرو۔ پھر سب سے بڑی ذمہ واری یہ ہے کہ جو بچے ہیں ان کی ایسی تربیت کرو کہ ان کا اللہ سے تعلق پیدا ہو جائے۔ خاوند کو یہ Realise کرواؤ کہ میں وقف نو ہوں اور میرا کام یہ ہے کہ اپنی بھی تربیت کرنا اور اپنے گھر کی بھی تربیت کرنا، اپنے بچوں کی تربیت کرنا۔ اس لیے تم بھی اس میں میرا ساتھ دو۔ کیونکہ اگر باپ اپنا Role Play نہ کر رہا ہو تو پھر بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہوتی۔ تو سب سے بڑی ذمہ داری گھر کی ہے۔ اور تم لوگوں کیلئے یہی بڑا ثواب ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے جو خاوند ہیں جہاد پر بھی جاتے ہیں اور کماتے ہیں اور چندے بھی دیتے ہیں اور مرد باہر بہت سارے ایسے کام کرتے ہیں جو ہم عورتیں گھروں میں نہیں کر سکتیں۔ تو ہمیں جو جہاد کا اور چندے دینے کا یہ ثواب ہے، یہ سارا ہمیں بھی ملے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کیونکہ تم ان کے گھر کی اچھی طرح نگرانی کرتی ہو، ان کے بچوں کی تربیت کرتی ہو، ان کے پیچھے ان کے گھروں کو Look after کرتی ہو۔ اور پھر جو اس وجہ سے نیک نسل پیدا ہو رہی ہے، تمہیں بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ اور پھر یہ بھی برداشت کرتی ہو کہ اپنے خاوندوں کو بھیجتی ہو کہ جاؤ دینی خدمت کرو۔ اگر تمہارا خاوند دنیا کی خدمت بھی کر رہا ہے، دین کی نہیں بھی کر رہا تو یہ بھی حدیث میں ہے کہ عورت جو ہے وہ اپنے گھر کی نگران ہے۔ تو وقف نو کی جو ذمہ داری ہے وہ یہ ہے کہ اپنی نئی نسل کو احمدیت پہ قائم کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق جوڑو۔

سوال: گلشن وقف نو لجنہ و ناصرات سڈنی آسٹریلیا مؤرخہ 07/اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضوانور سے دریافت کیا کہ لوگ اسلام اور Terrorism کو کیوں ملاتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسکا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اس لیے کہ آجکل جتنے Terrorist گروپ ہیں القاعدہ، طالبان، بوکو حرام اور دوسرے یہاں جو نئے نئے روزانہ نکل رہے ہیں ان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ تو لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید اسلام اور Terrorism ایک ہی چیز ہے۔ اسی غلط فہمی کو ہم نے Remove کرنا ہے۔ اسی لیے یہاں بک سٹال پر ایک کتاب Pathway to Peace پڑی ہوئی ہے۔ میرے مختلف لیکچرز ہیں، جو میں مختلف لوگوں کو جا کر دیتا رہتا ہوں کہ اسلام اور Terrorism کو نہ ملاؤ۔ یہ مختلف چیزیں ہیں۔ وہ ان کے Vested Interest ہیں جن کو وہ کر رہے ہیں۔ وہ کتاب خریدو (حضور نے اس کتاب کی قیمت کے بارہ میں ضمناً فرمایا کہ ویسے یہاں مہنگی بیچ رہے ہیں، ان کو دو ڈالر میں بیچنی چاہیے، پانچ ڈالر میں سنا ہے بیچ رہے ہیں، واقف نو کو تو بہر حال دو ڈالر میں دینی چاہیئے) تو وہ خریدو اور پڑھو۔ اس میں تمہیں میرے سارے لکھے ہوئے مختلف جواب مل جائیں گے کہ یہ تصور غلط ہے۔ اسلام تو بڑی خوبصورت تعلیم ہے۔ اسلام نے تو جنگوں میں کبھی پہل کی نہیں۔ نہ کبھی Terrorism کیا ہے۔ جب مکہ بھی فتح ہوا تو آنحضرت ﷺ نے سب کو معاف کر دیا۔ اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ قرآن کریم نے ظلم کرنے سے منع کیا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ کسی کو بلا وجہ قتل نہ کرو۔ اگر ایک کو قتل کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ تم نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا۔ اور یہ مسلمان جو ہیں وہ کس کو مار رہے ہیں؟ عیسائیوں کو تو نہیں مارتے زیادہ۔ زیادہ تر تو مسلمان مسلمانوں کو مار رہے ہیں، پاکستان میں روز جو حملے ہوتے ہیں یا عراق میں شیعوں کو مارتے ہیں یا شیعہ سنیوں کو مار دیتے ہیں۔ یا جو ہر جگہ Suicide Bombing ہو رہی ہے، وہ مسلمان ہی مر رہے ہیں۔ چرچ پر تو اب حملہ ہوا ہے جس میں سو دو سو عیسائی چرچ میں مر گئے۔ لیکن باقی تو مسلمانوں کو ہی مار رہے ہیں۔ ہم احمدیوں کو مارتے ہیں۔ یا باقی جگہ جو بم پھٹتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب Terrorist ہیں، خود ہی ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ جس کی کہیں بھی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے پر بہت زیادہ رحم کرو۔ اور یہ مسلمانوں کو ہی مار رہے ہیں۔ اور ایک مسلمان کو بلا وجہ مارنا جو ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جہنم میں ڈالوں گا۔ تو یہ سارے جہنمی بننے جا رہے ہیں۔ پس اسلام کا اور Terrorism کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اسی لفظ سے دیکھ لو، اسلام کا مطلب Peace ہے۔ تم لوگ اگر ایم ٹی اے سنتے ہو اور کم از کم واقفین نو کو تو ضرور سننا چاہیے۔ یو کے کے جلسہ کی جو میری آخری تقریر تھی وہ یہی تھی کہ اسلام کیا چیز ہے اور مسلمان کیا چیز ہے۔ اور پھر یہ کتاب لے کر پڑھو، یہ تو انگلش میں ہے، تم پڑھ لو گی۔

(مرتبہ ظہیر احمد خان، شعبہ ریکارڈ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4/دسمبر 2020)

بقیہ سیرت المہدی از صفحہ 9

اے تو کہف و ملجا و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
و زدم آں غیر خود را سوختی
ہم ازاں آتش رخِ من بر فروز
ویں شب تارم مُبدّل کُن بروز

یعنی ''اے میرے قادر زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! اے میرے رحیم اور مہربان اور ہادی آقا! اے دلوں کے بھیدوں کو جاننے والے جس پر کوئی بات بھی مخفی نہیں ہے! اگر تو مجھے شرارت اور فسق سے بھرا ہوا پاتا ہے اور اگر تو یہ دیکھتا ہے کہ میں ایک بدطینت آدمی ہوں تو تُو مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے ہلاک کر دے۔ اور میرے اس مخالف گروہ کے دلوں کو خوشی اور راحت بخش۔ اور ان پر اپنی رحمت کے بادل برسا اور ان کی ہر خواہش کو اپنے فضل سے پورا فرما اور اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو تُو میرے در و دیوار پر غضب کی آگ نازل کر اور خود میرا دشمن بن کر میرے کاروبار کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن اے میرے آقا! اگر تو مجھے اپنے بندوں میں سے سمجھتا ہے اور اپنے آستانہ کو میرا قبلہ توجہ پاتا ہے اور میرے دل میں اس محبت کو دیکھتا ہے جسے تو نے دنیا کی نظروں سے اس کی شامت اعمال کی وجہ سے پوشیدہ رکھا ہے تو اے میرے خدا میرے ساتھ محبت کا معاملہ کر اور اس چھپے ہوئے راز کو ذرا ظاہر ہونے دے۔ اے وہ کہ جو ہر تلاش کرنے والے کی طرف خود چل کر آتا ہے اور اے وہ کہ جو ہر سوز محبت میں جلنے والے کی سوزش قلب سے آگاہ ہے، میں تجھے اس تعلق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو میرے دل میں تیرے لئے ہے اور اس محبت کو یاد دلا کر عرض کرتا ہوں کہ جس کے درخت کو میں نے اپنے دل میں نصب کیا ہے کہ مجھے ان الزاموں سے بری کرنے کیلئے تو خود اُٹھ، ہاں اے میری پناہ اور میرے ملجا و ماوی تو ایسا ہی کر۔ وہ آتش محبت جو تو نے میرے دل میں شعلہ زن کی ہے جس کی لپٹوں سے تو نے میرے دل میں غیر کی محبت کو جلا کر خاک کر دیا ہے اب ذرا اسی آگ سے میرے ظاہر کو بھی روشن فرما۔ اور اے میرے مولا! میری اس تاریک و تار رات کو دن سے بدل دے۔''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض حالات میں خود انسان کا اپنے منہ سے نکلا ہوا کلام بھی اس کے صدق دعویٰ پر ایک یقینی شہادت ہوتا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

میٹنگ بہت ایمان افروز تھی، مَیں نے اِس ملاقات سے اپنے شعبے کو بہتر بنانے کیلئے بہت کچھ سیکھا (سیکرٹری مال)

ملاقات سے پہلے میری حالت ایک ایسے کھوئے ہوئے بچے کی طرح تھی جسے معلوم ہی نہیں کہ کِدھر جانا ہے، ملاقات کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے پیارے حضور نے مجھے راستہ دکھا دیا (سیکرٹری تبلیغ)

مَیں اپنے کام کو بہتر بنانے کیلئے اپنے اندر ایک نیا جوش اور جذبہ محسوس کر رہی ہوں (سیکرٹری خدمت خلق)

یہ ایک ایسا یادگار تجربہ تھا جس نے میرے دل کو عجز وانکساری، خوشی اور شکر گزاری کے جذبات سے بھر دیا، مجھے دین کی خدمت بجالانے اور اپنے محبوب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے کیلئے مزید لگن اور محنت کے ساتھ کام کرنے کا حوصلہ دیا ہے (سیکرٹری تربیت)

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی اپنے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المؤمنین سے ورچوئل ملاقات

پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت واجازت سے مجلس لجنہ اماء اللہ کینیڈا نے مارچ 2020 کو یو.کے کا سفر کرنا تھا۔ 29/مارچ 2020 کو حضور انور سے ملاقات تھی، لیکن کووڈ کی وجہ سے اس سفر کو ملتوی کرنا پڑا۔ ہمارے دِل حزین اور طبیعتیں اداس تھیں۔ ہم دعاؤں میں لگ گئے کہ خدا تعالیٰ اپنی جناب سے ملاقات کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ ابھی دنیا کو تو اِس وبا سے مکمل طور پر نجات نہیں ملی تھی لیکن ہماری خوش قسمتی کہ ہمیں پیارے حضور سے ملاقات کی نوید ضرور مل گئی۔ خدا تعالیٰ نے ہماری دعائیں سن لیں اور ہمارے پیارے آقا نے ہم عاجز خادمات کی تسکینِ قلب کیلئے آن لائن ملاقات کی منظوری دے دی۔ الحمدللہ۔ ہماری خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔

16/اگست 2020 بروز اتوار دوپہر ڈیڑھ بجے جامعہ احمدیہ طاہر ہال میں ہماری حضور انور کے ساتھ ملاقات تھی۔ الحمد للہ کل اٹھائیس ممبرات میں سے ستائیس ممبرات مناسب حفاظتی تدابیر کے ساتھ وقت مقررہ پر پہنچ کر کمرے میں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئیں۔ ہماری خوش بختی کہ عاملہ ممبرز کی سیّدنا حضور انور کے ساتھ اِس تاریخی ملاقات میں خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشم و چراغ مکرمہ ومحترمہ صاحبزادی بی بی امۃ الجمیل بیگم صاحبہ دختر نیک اختر سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ بھی ہمارے ساتھ اعزازی ممبر کی حیثیت سے موجود تھیں۔

ٹھیک ڈیڑھ بجے سکرین پر پیارے آقا کا مسکراتا ہوا نورانی چہرہ نمودار ہوا تو سب عاملہ ممبرز نے کھڑے ہو کر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سلام کیا۔ جس پر حضور اقدس نے پرشفقت جواب دیتے ہوئے سب کو بیٹھ جانے کا فرمایا اور خاکسار سے میٹنگ کے بارے میں استفسار کرنے کے بعد فرمایا کہ چلیں دعا سے میٹنگ شروع کرتے ہیں۔ دعا کے بعد خاکسار کے دائیں بائیں بیٹھی ہوئی ممبرات کا تعارف ہوا تو سیّدنا حضورِ انور نے نائب صدر صاحبہ و نیشنل سیکرٹری تربیت نو مبائعات سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا اور پھر فرداً فرداً تمام سیکرٹریان سے اُن کے شعبہ جات کا جائزہ لیا اور بصیرت افروز ہدایات اور نصائح فرمائیں۔ ہمارے پیارے امام نے نومبائعات سے مضبوط رابطہ رکھنے اور انہیں مستعد کرنے کے بارے میں تلقین فرمائی۔ نئی بیعتوں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اس کیلئے داعیات کی مدد سے بھرپور پروگرام ترتیب دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ حضور اقدس نے لجنہ ممبرز، بچیوں اور بچوں کی تربیت کے مختلف طریقوں اور ذرائع کی طرف عاملہ کی توجہ مبذول کروائی۔ ہمارے پیارے آقا نے ہر شعبہ کو اپنی گرانقدر اور بابرکت نصائح سے مستفیض فرمایا اور کام کو بہتر سے بہترین بنانے پر زور دیا۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضورِ انور نے بہت پیار اور شفقت سے سب کی باتیں سنیں اور مسکرا کر سب کا جواب عطا فرمایا۔ حضور اقدس کا اپنے قیمتی وقت کو ہمارے لیے مختص کرنا لجنہ کینیڈا کیلئے انتہائی مسرت اور انبساط کا باعث تھا۔ یقیناً قدرتِ ثانیہ کے پانچویں مظہر کو اپنے درمیان پا کر ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ ایک گھنٹے کی اِس پُرنور مجلس کا اختتام اتنی جلدی ہو جائے گا یہ سوچا بھی نہ تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے نوازا اور خلیفہ وقت کی شکل میں ہمیں ایک محبت کرنے والا اور سب کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرنے والا بابرکت وجود عطا فرمایا جو اِس دجالی دور ہم سب کی دینی و دُنیاوی رہنمائی کرتے ہیں۔

ملاقات کے دن ہم سب نے صدقہ ادا کیا، نفل پڑھے اور ملاقات کے وقت سے پہلے مقررہ مقام پر پہنچے۔ یہ مبارک آن لائن ملاقات ہماری توقعات سے کہیں زیادہ بڑھ کر خوشی وانبساط وروحانی تسکین کا موجب تھی اور واقعۃً ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ہمارے پیارے امام سیّدنا حضور انور ہمارے ساتھ رونق افروز ہیں۔

شاملینِ ملاقات کے تأثرات

اس ملاقات کے بعد تمام ممبرات عاملہ خوشی، تشکر اور احساس ذمہ داری کے جذبات سے معمور تھیں۔ بعض ممبرات کے تأثرات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

☆**سیکرٹری نومبائعات** نے کہا: جب حضور انور سکرین پر آئے تو ایسے محسوس ہوا جیسے میں یک دم ایک روحانی ماحول میں داخل ہو گئی ہوں اور ایک خاص اثر نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہو۔ میں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ سیّدنا حضورِ انور اِس ملاقات کا آغاز مجھ سے کریں گے۔ جیسے ہی حضورِ انور نے مجھ سے بات کرنا شروع کی تو ایسا لگا کہ جیسے یہاں کوئی اور دوسرا موجود نہیں ہے سوائے میرے اور میرے آقا کے۔ حضورِ انور نے جو سوال میرے ذہن میں تھا، میرے پوچھنے سے پہلے ہی اس پر رہ نمائی فرما دی۔ یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام وقت کی فراست ہی کا نتیجہ ہے۔

☆**سیکرٹری مال** نے کہا: میٹنگ بہت ایمان افروز تھی۔ میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت محسوس کرتی ہوں کہ میں نے اِس ملاقات سے اپنے شعبے کو بہتر بنانے کیلئے بہت کچھ سیکھا۔ میری خواہش ہے کہ ہم سال میں کم از کم ایک بار پیارے آقا سے اِس طرح ملاقات کر سکیں۔

☆**سیکرٹری امور طالبات** نے کہا: یہ ملاقات میری زندگی کا سب سے بڑا اور منفرد واقعہ تھا۔ یہ ملاقات میرے اندر روحانی تبدیلی لانے اور میرے پیارے خلیفہ وقت کے ساتھ میری محبت میں اضافہ کا باعث بنی ہے۔

☆**سیکرٹری تبلیغ** نے کہا: پیارے آقا کا چہرہ سکرین پر نمودار ہوا تو میرا سارا خوف اَمن میں تبدیل ہو گیا۔ ملاقات سے پہلے میری حالت ایک ایسے کھوئے ہوئے بچے کی طرح تھی جسے معلوم ہی نہیں کہ کِدھر جانا ہے۔ ملاقات کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے پیارے حضور نے مجھے راستہ دکھا دیا۔

☆**نائب جنرل سیکرٹری** نے کہا: ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ہم اپنے محبوب آقا کے ساتھ موجود ہیں اور آمنے سامنے ملاقات ہو رہی ہے۔

☆**سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ** نے کہا: ابھی تک ہم اسی سحر کے زیرِ اثر ہیں۔ خلیفۂ وقت کے ساتھ سب لوگوں کا باری باری بات کرنا اور ان سے رہنمائی حاصل کرنا ایک حیرت انگیز تجربہ تھا۔ کاش ہمیں حضور اقدس سے ملنے اور بات کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع ملیں۔

☆**سیکرٹری خدمت خلق** نے کہا: مَیں اپنے کام کو بہتر بنانے کیلئے اپنے اندر ایک نیا جوش اور جذبہ محسوس کر رہی ہوں۔

☆**معاونہ صدر انچارج آئی ٹی** نے کہا: میری زندگی کے بہترین لمحات تھے۔ مَیں اب بھی ان ہی لمحات میں جی رہی ہوں۔ اللہ ہمیں سیّدنا حضورِ انور کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆**سیکرٹری اشاعت** نے کہا: حضور انور کی ملاقات نے یقینی طور پر ہم کو پہلے سے زیادہ سخت محنت کرنے کی طرف راغب کیا ہے۔ اتنے کم وقت میں اِتنی زیادہ توجہ اور رہ نمائی ناقابل یقین تھی۔ دل چاہتا تھا کہ پیارے حضور سے باتیں کرتی رہوں اور اُن کی نصائح اور بابرکت آواز سنتی رہوں۔

☆**محاسبہ مال** نے کہا: ایک نہایت بھرپور اور روح پرور تجربہ تھا۔ مجھے تو محسوس بھی نہیں ہوا کہ یہ ورچوئل ملاقات تھی۔

☆**سیکرٹری تربیت** نے کہا: یہ ایک ایسا یادگار تجربہ تھا جس نے میرے دل کو عجز وانکساری، خوشی اور شکرگزاری کے جذبات سے بھر دیا۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ساتھ اس طرح بھی ملاقات ممکن ہے۔ ایسا لگا جیسے حضور ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اس ملاقات نے مجھے دین کی خدمت بجالانے اور اپنے محبوب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے کیلئے مزید لگن اور محنت کے ساتھ کام کرنے کا حوصلہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو لمبی صحت والی زندگی عطا فرمائے۔ اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ مرتبہ: امۃ السلام ملک، صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4/ستمبر 2020)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All..Hatred for None

یہ لوگ مخالفت اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں

جب انہیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں بلکہ آپؐ کے سچے عاشق ہیں تو یہی لوگ ہماری خاطر مرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے

ہمارا کام دعا کرنا ہے اور صبر کرنا ہے اور یہی بہترین ذریعہ ہے جو اِنشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/مئی 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولویوں کی احمدیت کے خلاف ناواجب مخالفت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گزشتہ دنوں ایک مولوی صاحب سوشل میڈیا پر فرما رہے تھے کہ دنیا میں کہیں بھی فساد اور لڑائی ہو رہی ہے اسکی وجہ قادیانی ہیں بلکہ فلسطین کے فساد کی بھی وہ ذمہ داری احمدیوں پہ ڈال رہے تھے۔ اور پھر جوان لوگوں کا طریقہ کار ہے اور جس طرح عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ اس لیے احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک کرو، وہ سلوک کرو اور ان کو قتل کرنا، ان کو مارنا ہر چیز جائز ہے۔ بہرحال یہ ان کا طریقہ اور ان کی باتیں ہیں اور جب سے احمدیت کی ابتدا ہوئی ہے یہی باتیں یہ لوگ کرتے رہے ہیں جو ائمۃ الکفر کہلاتے ہیں۔

سوال مولویوں کی مخالفت پر حضور انور نے احمدیوں کو کیا رویّہ اپنانے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم اس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ان کی یہ خرافات سن کر، دل آزاری والی باتیں سن کر اور نہ صرف یہ باتیں بلکہ ان کی عملی کوششیں بھی دیکھ کر، ان کا بھی سامنا کر کے صبر اور دعا سے تم نے کام لینا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دشمن کیلئے بھی دُعا کرو۔

سوال مخالفت پر صبر اور دُعا کرنے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ مخالفت کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے شروع ہے۔ آپؑ پر بھی حملے کیے جاتے تھے۔ آپؑ کی باتیں سننے کیلئے آنے والوں پر بھی حملے کیے جاتے تھے کیونکہ مولویوں کو خطرہ ہوتا تھا کہ اگر انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی باتیں سن لیں تو یہ لوگ ان کی بیعت کر لیں گے۔ ان کو پتہ تھا کہ سچائی ان کے ساتھ ہے اس لیے روکتے تھے اور حملے بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان روکنے والوں کیلئے دعا ہی کی۔ یہ دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو باوجود مخالفت کے جماعت میں شامل ہوئے اور اب تک ہو رہے ہیں۔ پس ہم تو مولوی کے اس بیان کے باوجود بھی کوئی فضول گوئی کرنے یا ان کی زبان کو استعمال کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم تو اس کے باوجود دعا ہی کرتے رہیں گے اور جیسا کہ ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ٹپکیں گے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالفین پر بددُعا کیوں نہیں کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی یہی تھا کہ ان کے یہ ظلم غلط فہمی کی وجہ سے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہیں جس کا یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ عمل کریں یا نہ کریں لیکن دعویٰ ضرور ہے اس لیے ان کیلئے بددعا نہیں کرنی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کا کونسا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں میں ابھی بچہ تھا۔ لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دعوت سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ آپ جب بازار سے گزر رہے تھے تو لوگ چھتوں پر کھڑے ہو کر آپ کو گالیاں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مرزا دوڑ گیا۔ مرزا دوڑ گیا۔ اسی طرح ایک اَور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ لاہور شہر میں جا رہے تھے تو پیچھے سے کسی نے حملہ کیا اور آپ گر گئے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کون سا شعر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مسلمانوں کا خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر بھی ہے:

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرمؐ

سوال شعر کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نصرہ العزیز نے کیا وضاحت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ہمارے مامور! یہ مسلمان تمہیں گالیاں دیتے ہیں پھر بھی تُو ان کا لحاظ کر۔ آخر یہ تمہیں کیوں گالیاں دیتے ہیں، تمہیں مارنے کیوں دوڑتے ہیں اور تم پر حملہ آور کیوں ہوتے ہیں؟ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی تمہیں مارتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لیے ان کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری ہے۔ جس عشق کی وجہ سے یہ مار رہے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اس لیے غلط فہمی کی وجہ سے ہو یا جو بھی وجہ ہے تم ان کا لحاظ کرو۔ بددعا نہ کرو۔

سوال غیر احمدی جو ہمیں مارنے پر آمادہ ہیں وہ کن حالات میں ہماری خاطر مرنے کیلئے تیار ہوں گے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: کہ اگر مخالفوں کو پتہ لگ جائے کہ میرے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو شعلہ جل رہا ہے وہ ان کے لاکھوں لاکھ کے اندر بھی نہیں جل رہا تو وہ فوراً تمہارے قدموں میں گر جائیں گے۔ یہ لوگ مخالفت اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔ یہ مخالفت بعض غلط فہمیوں کے نتیجہ میں ہے۔ فرمایا: کہ اگر لوگ مخالفتیں کرتے ہیں اور مجھے یا بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو یا تمہیں برا بھلا کہتے ہیں تو جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں اور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ پس تم بجائے ناراض ہونے کے دعائیں کرو اور ان مخالفت کرنے والوں کو اصل حقیقت سے واقف کرو۔ جب تم انہیں اصل حقیقت سے واقف کر دو گے تو انہیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں بلکہ آپؐ کے سچے عاشق ہیں اور وہی لوگ جو ہمیں مارنے پر آمادہ ہیں ہماری خاطر مرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام اور بنی نوع انسان سے محبت کا حضور انور نے کونسا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں چوبارے میں رہتا تھا یعنی اوپر کی منزل میں رہتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان کے نچلے حصہ میں رہتے تھے کہ ایک رات نچلے حصہ سے مجھے اس طرح رونے کی آواز آئی جیسے کوئی عورت دردِ زہ کی وجہ سے چلّاتی ہے۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کان لگا کر آواز کو سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کر رہے تھے اور آپؑ کہہ رہے تھے کہ اے خدا! طاعون پڑی ہوئی ہے اور لوگ اسکی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اے خدا! اگر یہ سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔

سوال اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے حضور انور نے مومنوں کو کس طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپؑ دعا کر رہے تھے کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا؟ اب دیکھو طاعون وہ نشان تھا جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ لیکن جب یہ طاعون آتی ہے تو وہی شخص جس کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے وہ آتی ہے خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ! اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا؟ پس مومن کو عام لوگوں کیلئے بددعا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ انہی کے بچانے کیلئے کھڑا ہوتا ہے۔ عام لوگوں کو بچانا ہی ایک مومن کا کام ہے۔ اگر وہ ان کیلئے بددعا کرے گا تو بچائے گا کس کو؟

سوال احمدیت کے قیام کی غرض بیان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا بیان فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: احمدیت قائم ہی اس لیے ہوئی ہے کہ وہ اسلام کو بچائے۔ احمدیت قائم ہی اس لیے ہوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بچائے۔ انسان کی عظمت انہیں واپس دلائے۔ پس جن لوگوں کو اعلیٰ مقام پر پہنچانے کیلئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے ان کیلئے ہم بددعا کیسے کر سکتے ہیں؟

سوال مولیوں کی مخالفت سے جماعت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب حضور انور فرماتے ہیں: اگر یہ مولوی ہمارے خلاف بیان دیتے ہیں تو اس ذریعہ سے آج کل جتنا احمدیت کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور خاص طور پر اس طبقہ میں جہاں ہماری طرف سے پیغام پہنچنا مشکل تھا تو یہ ہمارا کام کر رہے ہیں اور یہ ہمارے فائدہ کیلئے ہے۔ پھر ان میں سے بعض لوگ خود رابطہ بھی کرتے ہیں۔ پس ہمارا کام دعا کرنا ہے اور صبر کرنا ہے اور یہی بہترین ذریعہ ہے جو اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی بھی عطا فرمائے گا۔

......☆......☆......☆......

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا نصف ایمان ہے

ظاہری و باطنی پاکیزگی و طہارت کی اہمیت و فضیلت پر حضور انور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23/اپریل 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال اسلام کیسا مذہب ہے؟

جواب اسلام ایک ایسا کامل اور مکمل مذہب ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔

سوال مومن میں کونسی صفت کا پایا جانا ضروری ہیں؟

جواب مومن میں پاکیزگی یا طہارت یا نظافت کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے۔

سوال خدا تعالیٰ صفائی کو پسند کرتا ہے اسکا ذکر ہمیں قرآن میں کس جگہ ملتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور صفائی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (سورۃ البقرہ آیت 223)

سوال اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ و استغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تاکہ ہماری روح و جسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

سوال صفائی کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کونسی احادیث پیش فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا ایک حصہ ہے۔'' ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے۔''

سوال سڑکوں کی صفائی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور آپؐ کا ارشاد کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر سڑک پر جھاڑیاں، پتھر یا اور کوئی گندی چیز ہوتی تو آپ کا عمل یہ تھا کہ آپؐ اسے خود اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خدا اس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا کرتا ہے۔

سوال تھوکنے کی عادت کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسی طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سڑک یا فٹ پاتھ پر تھوک دیتے ہیں جو بڑا کراہت والا منظر ہوتا ہے تو اگر ایسی کوئی ضرورت ہو بھی تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ ایک طرف ہو کر کنارے پر ایسی جگہ تھوکیں جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : اپنے کپڑے صاف رکھو، بدن کو، اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو۔

سوال ابو الاحوص سے مروی کونسی حدیث حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ابو الاحوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم کے کپڑے معمولی اور گھٹیا تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپؐ نے پوچھا کس طرح کا مال ہے۔ میں نے کہا ہر طرح کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے دے رکھا ہے۔ اونٹ بھی ہیں، گائے بھی ہیں۔ بکریاں بھی ہیں گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا ''جب اللہ نے مال دے رکھا ہے تو اس کے فضل اور احسان کا اثر و نشان تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے۔'' ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

سوال حلیہ کو سنوار کے رکھنے کے متعلق حضور انور نے کونسی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عطاء ابن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص پراگندہ بال اور بکھری ڈاڑھی والا آیا۔ حضور ﷺ نے اسے اشارہ سے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ سر اور داڑھی کے بال درست کرو۔ جب وہ سر کے بال ٹھیک ٹھاک کر کے آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا یہ بھلی شکل بہتر ہے یا یہ کہ انسان کے بال اس طرح بکھرے اور پراگندہ ہوں کہ وہ شیطان اور بھوت لگے۔

سوال صاف ستھرا رہنے اور اچھے کپڑے پہننے کے ساتھ کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صاف ستھرا رہنے یا اچھے کپڑے پہننے سے ہرگز یہ خیال دل میں نہیں آنا چاہئے کہ اپنے سے مالی لحاظ سے کمتر کسی شخص کے ساتھ نہ بیٹھوں۔ اگر یہ صورت ہوگی تو پھر تکبر ہے۔ ورنہ اچھے کپڑے پہننا اور صاف ستھرا رہنا، اچھے جوتے پہننا یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار ہے اور اگر تکبر ہوگا تو پھر ایسے شخص کیلئے جنت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے مومن اور دنیا دار میں یہی فرق ہے کہ وہ صاف ستھرا رہتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے اچھے جوتے پہنتا ہے اپنے گھر کو سجا کر رکھتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو خوبصورتی پسند ہے یعنی اسکا یہ ظاہری خوبصورتی کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے، اسکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہے اور کیونکہ مومن کا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن صفائی کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے صفائی کرے اور تیل لگائے اور اپنے گھر میں موجود خوشبو میں سے کچھ لگائے، پھر نماز کیلئے نکلے تو اس جمعے سے لے کر اگلے جمعے تک اسکے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

سوال دانتوں کی صفائی کے متعلق حضور انور نے کون کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسواک کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے۔ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ ایک اور موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز پر مسواک کیا کریں۔

سوال کونسی دس باتیں ہیں جو فطرتِ انسانی میں داخل ہیں؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں فطرت انسانی میں داخل ہیں۔ مونچھیں تراشنا، ڈاڑھی رکھنا، مسواک کرنا پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کٹوانا، انگلیوں کے پورے صاف رکھنا بغلوں کے بال لینا، زیر ناف بال لینا، استنجاء کرنا، طہارت کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں شاید وہ کھانے کے بعد کلی کرنا ہے۔

سوال صفائی کے تعلق سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کس اہم بات کی طرف متوجہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صفائی کے ضمن میں ایک انتہائی ضروری بات جو جماعتی طور پر ضروری ہے وہ ہے جماعتی عمارات کے ماحول کو صاف رکھنا۔ اس کا پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اسکا باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ اور خدام الاحمدیہ کو وقار عمل بھی کرنا چاہئے۔ اور اگر عمارت کے اندر کا حصہ ہے تو لجنہ کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے اور اس میں سب سے اہم عمارات مساجد ہیں مساجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت بنانا چاہئے۔ اور اسکے ساتھ ہی مسجد کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اس میں اس شخص کے لئے نشان ہے جو خدا سے ڈرے اور حق کو ڈھونڈے اور انکار نہ کرے اور کنارہ کش لوگوں کا پیرو نہ ہو پھر تو جانتا ہے کہ ہمارا رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے نذیر ہے اور یہی خدا تعالیٰ نے اس کا نام رکھا ہے اور وہ اصدق الصادقین خدا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ مکہ تمام دنیا کی ماں ہے اور تمام قلیل و کثیر کا مولد ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے کیونکہ مکہ تمام مکانوں کی ماں ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اترا ہے جو محیط کل ہے اور الٰہی ارادوں کے حکمتوں نے تقاضا کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو جڑ زبانوں کی ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے۔ (ایضاً صفحہ 209)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : میرے پر ظاہر ہو گیا کہ قرآن ہی پہلی تمام کتابوں کی ماں ہے اور ایسا ہی عربی تمام زبانوں کی ماں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور باقی زبانیں اس کے بیٹے بیٹیوں کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ وہ تمام زبانیں اس کے فرزندوں یا خانہ زاد کنیزکوں کی طرح ہیں اور ہر یک اسی کی دیگوں اور اسی کے خوان میں سے کھا رہا ہے اور ہر یک اسی کے پھل چکھ رہا ہے اور اسی خوان سے اپنے پیٹ بھر رہے ہیں اور اسی دریا سے پانی پی رہے ہیں اور اسی حُلّہ سے انہوں نے اپنا لباس بنایا ہے۔ (ایضاً صفحہ 184)

توحید اِس عقیدے کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہی زبان سکھائی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

زبان انسان کی پیدائش کا تتمہ ہے اور انسانی رُوح کی حقیقت ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور توحید بجز اس عقیدے کے پوری نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی موحد کسی ایسے امر پر راضی ہو سکتا ہے جس میں حضرت عزت کی نسبت نقص لازم آوے یا اس میں مشرکوں کے عقیدے کی طرح شرک ہو اور جو لوگ خدا تعالیٰ کو حق پہچاننے کا پہچانتے ہیں، جانتے ہیں کہ وہ ہر یک خیر کا مبداء ہے اور ہر یک موجود کا موجد ہے...... ہمارا خدا ہر یک جہت سے کامل ہے اور کوئی نقص اس کی ذات اور صفات کی طرف عائد نہیں ہو سکتا اور وہ تعریف کیا گیا ہے۔ کوئی بدی اس کی طرف پیش دستی نہیں کر سکتی اور وہ نہایت پاک ہے کوئی عیب اس کے شامل حال نہیں ہو سکتا یہی ہدایت یابی کی راہ ہے...... پس اس خدا کی قسم ہے جو ذوالجلال والاکرام ہے کہ انسان نے ہر یک کمال اسی کے فیض سے پایا ہے اور وہ بہتر انعام کرنے والا ہے کیا لوگ یہ کہتے ہیں کہ بولنے کی نعمت خدا تعالیٰ سے انسان کو نہیں ملی اور انسان کا پیدا کرنے والا اس نعمت کا دینے والا نہیں۔ پس یہ ظلم اور جھوٹ ہے۔ (ایضاً صفحہ 196)

ایک اعتراض کا جواب کہ زبان بذریعہ تعلیم آتی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : تیرے دل میں یہ بات خلجان پیدا نہ کرے کہ انسان بولتا ہوا اور باتیں کرتا ہوا پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کمال کو بذریعہ تعلیم کے پاتا ہے کہ جیسا کہ ہم یقینی طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں کیونکہ یہ اعتراض درحقیقت تیرے پر ہے نہ تیرے لئے پس اپنے حال کو درست کر اور اپنے دل کو سوئے ہوئے لوگوں کی طرح غافل مت کر کیونکہ جب تو نے قبول کر لیا کہ بولنا صرف تعلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے سو تجھے اس بات کا قبول کرنا بھی لازم آ گیا کہ پہلا انسان بھی بجز سمجھانے کے خود بخود نہیں سمجھ سکا۔ پس اس صورت میں تو تُو نے اس بات کا اقرار کر دیا جس کا انکار کر دیا تھا۔ یہی درست ہے اگر تو سوچے اور فکر کرے اور یہ بات تحقیق شدہ امر ہے کہ لوگ آزما چکے اور آزمائش اور قیاس نے بالاتفاق یہ گواہی دی کہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں اگر وہ بے تعلیم چھوڑے جائیں اور کوئی سکھانے والا ان کی زبان ان کو نہ سکھاوے پس وہ خود بخود بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور نہ بلانے والوں کو جواب دے سکتے ہیں بلکہ گونگوں کی طرح چپ رہتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 200)

زندگی اور زندگی کے لئے نطق دونوں خدا کی طرف سے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خدا تعالیٰ نے تمام جانداروں میں سے نطق کو بشر کے ساتھ خاص کیا ہے پس جیسا کہ انسان نے زندگی کو صرف خدا تعالیٰ سے پایا ہے اسی طرح اس نے بولنے کو بھی صرف اس محسن حقیقی سے پایا ہے اور یہی سچی بات ہے کیا تُو ان لوگوں میں سے ہے جو شک کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ گمان ہے کہ تیری ماں نے تجھے بولنا سکھلایا سو تیری پہلی ماں کو کس نے بولنا سکھایا تھا اور کس نے اسکو فصاحت کا سبق دیا تھا پس تو جاہلوں میں سے مت ہو۔ (ایضاً صفحہ 206)

اللہ نے انسان کو سمیع بنایا

آپؑ نے فرمایا : خدا تعالیٰ نے انسان کا نام سمیع رکھا ہے۔ پس اس سمیع کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہی اس کو سنایا اور اس کو خذلان کی حالت میں نہ چھوڑا۔ (ایضاً صفحہ 211)

رنگ اور زبان ایک ہی تھی☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : تُو قرآن میں زبان اور رنگ کے اختلاف کے بارہ میں ایک ہی جگہ ذکر پائے گا پس خدا تعالیٰ ان دونوں کو ایک جگہ ذکر کرنے سے یہی اشارہ کرتا ہے کہ زبان ایک زمانہ میں ایک تھی چنانچہ رنگ بھی ایک زمانہ میں ایک تھا پھر طول زمانہ کے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ (ایضاً صفحہ 215)

آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ ہم اُمُّ الالسنہ اور الہامی زبان ہونے کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اور ارشادات عالیہ پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ...☆...☆...

☆ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ۔
ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی۔ یقیناً اس میں عالموں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔ (روم:23)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10355: مَیں ہاجرہ عقیل زوجہ مکرم عقیل احمد سہارنپوری صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: حق مہر -/25,000 روپے بذمہ خاوند، زیور طلائی: 1 چین، 1 جوڑی ٹاپس، 2/انگوٹھیاں (کل وزن 5 تولہ 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 1 جوڑی پائل وزن 200 گرام، رہائشی مکان 10 مرلہ زمین پر مشتمل بمقام محلہ طاہر قادیان۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: ہاجرہ عقیل گواہ: طاہر احمد ناصر

مسل نمبر 10356: مَیں ریحانہ سلطانہ زوجہ مکرم عبدالقیوم ناصر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن 771 مجید ولّہ (رسول پورہ) عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 13/جون 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی: 2 ہار، 1 لچھا، 2 چین، 3 جوڑی بالیاں، 5/انگوٹھی، 1 بور مالا (کل وزن 9 تولہ 24 کیریٹ) زیور نقری: چین اور کڑے (کل وزن 30 تولہ) حق مہر -/25,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عبدالقیوم ناصر احمد الامۃ: ریحانہ سلطانہ گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 10357: مَیں گلزار احمد ولد مکرم روزاب خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 42 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ محمود آباد ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: مشترکہ رہائشی مکان 200 ڈسمل زمین پر مشتمل، مشترکہ زرعی زمین 60 گونٹھ پر مشتمل۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/36,000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: وسیم احمد خان العبد: گلزار احمد گواہ: شیخ اسحاق

مسل نمبر 10358: مَیں ارمان بی بی زوجہ مکرم انصار اللہ خان صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 75 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ دارالبرکات ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/اپریل 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی: 1 چین، 2 بالیاں، 2 نتھ (کل وزن 10 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/1500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/3000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: انوار الحق خان الامۃ: ارمان بی بی گواہ: شیخ اسحاق

مسل نمبر 10359: مَیں ثانیہ شمس بنت مکرم شمس الدین کے۔وائی صاحب، قوم احمدی مسلمان، طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن راجیو گاندھی بائی پاس روڈ ڈاکخانہ کاروَامبرام (منجیری) ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 7/اپریل 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 16 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: شمس الدین کے۔وائی الامۃ: ثانیہ شمس گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10360: مَیں شائستہ نورین زوجہ مکرم طلحہ الدین غوری صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن وانی نگر ڈاکخانہ سعید آباد ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 20/جون 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی: کل وزن 10 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: طلحہ الدین غوری الامۃ: شائستہ نورین گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10361: مَیں جلتار لبیب احمد ولد مکرم جلتار رفیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن مقبول نگر ڈاکخانہ بارکس چندراتن گھٹہ ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 17/جون 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: جلتار عتیق احمد العبد: جلتار لبیب احمد گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10362: مَیں جلتار توفیق احمد ولد مکرم جلتار رفیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن مقبول نگر ڈاکخانہ بارکس چندراتن گھٹہ ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 17/جون 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: جلتار عتیق احمد العبد: جلتار توفیق احمد گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10363: مَیں جلتار عتیق احمد ولد مکرم جلتار رفیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن مقبول نگر ڈاکخانہ بارکس چندراتن گھٹہ ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 17/جون 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/25,000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: جلتار توفیق احمد العبد: جلتار عتیق احمد گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10364: مَیں غلام شفیع الدین ولد مکرم غلام محی الدین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 64 سال پیدائشی احمدی، ساکن حافظ بابانگر ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 16/جون 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: رہائشی مکان بمقام حافظ بابانگر 130 مربع گز پر مشتمل۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: بشارت احمد العبد: غلام شفیع الدین گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10365: مَیں ہاجرہ بیگم زوجہ مکرم داؤد احمد ضمیر صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی، ساکن جنگم پیٹ (فلک نما) صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 3 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: داؤد احمد ضمیر الامۃ: ہاجرہ بیگم گواہ: محمد کلیم خان

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 29 - July - 2021 Issue. 30

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور اپنے تمام امور میں اسی سے مدد چاہو

پیشتر اسکے کہ شاہِ ایران کے ساتھ جنگ کی جائے تمہارا فرض ہے کہ ایک نمائندہ وفد شاہِ ایران کے پاس بھیجو اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دو

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23؍جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ اسی حوالے سے آج بھی بیان کروں گا۔ جنگِ جسر کے بعد جنگ بویب تیرہ ہجری میں ہوئی۔ جسر کی جنگ میں شکست سے حضرت عمر کو سخت تکلیف پہنچی۔ آپؓ نے مسلمانوں کا ایک لشکر عراق روانہ کیا اور حضرت مثنیٰ نے بھی عراق کے سرحدی مقامات سے فوج اکٹھی کر لی۔ رستم کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے مہران کے ہمراہ ایک لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر بویب نہر ہے جو دریائے فرات سے نکلتی ہے۔ اس مقام پر دونوں حریف صف آراء ہوئے یہ جنگ رمضان کے مہینہ میں لڑی گئی۔ ایک شدید جنگ کے بعد ایرانیوں میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اس جنگ میں ایرانیوں کے مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ ایرانی لشکر کا سالار مہران بھی اس جنگ میں قتل ہوا۔ اس جنگ کو یوم العاشار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس جنگ میں سو لوگ ایسے تھے جن میں سے ہر ایک نے دس دس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ ایران کو اسلامی مہم میں اس سے قبل کبھی اتنا جانی نقصان نہ ہوا تھا۔ اس فتح کے بعد مسلمان عراق کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

اسکے بعد چودہ ہجری میں حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان قادسیہ کے مقام پر ایک فیصلہ کن جنگ لڑی گئی جس کے نتیجہ میں ایرانی سلطنت مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ رستم اور فیروزان نے بوران کو معزول کر کے یزدجر کو تخت پر بٹھا دیا جو اس وقت اکیس سال کا تھا۔ تمام قلعوں اور فوجی چھاؤنیوں کو مستحکم کر دیا گیا۔ حضرت مثنیٰ نے جب اہل فارس کی ان سرگرمیوں سے حضرت عمر کو مطلع کیا تو حضرت عمر نے عرب میں چاروں طرف نقیب بھیجے اور سرداروں اور رؤوسا کو مکہ میں جمع ہونے کیلئے فرمایا۔ چونکہ حج قریب آچکا تھا حضرت عمر حج کیلئے روانہ ہوئے۔ حج کے دوران عرب قبائل ہر طرف سے جمع ہو گئے۔ جب آپ حج سے واپس تشریف لائے تو مدینہ میں ایک بڑا لشکر جمع تھا۔ حضرت عمر نے حضرت سعد کو امیر مقرر فرما کر نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور اپنے تمام امور میں اسی سے مدد چاہو اور یاد رکھو کہ تم اس قوم کے مقابلہ کیلئے جا رہے ہو جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ساز و سامان بڑی کثرت سے ہے جنگی طاقت نہایت مضبوط ہے۔

حضرت عمر نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار مجاہدین کے ساتھ ایران کی طرف بھیجا۔ اور راستے میں بھی لوگ لشکر کے ساتھ ملتے گئے اس طرح مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیس ہزار سے زائد ہوگئی۔ اس فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس میں ننانوے ایسے صحابی تھے جو آنحضور ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شامل ہو چکے تھے۔ تین سو دس سے زائد وہ تھے جنہیں ابتدائے اسلام سے لے کر بیعت رضوان تک آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ تین سو ایسے اصحاب تھے جو فتح مکہ میں شامل تھے۔ سات سو ایسے تھے جو خود صحابی نہ تھے لیکن انہیں صحابہ کی اولاد ہونے کا فخر حاصل تھا۔ قادسیہ پہنچ کر حضرت سعد نے حضرت عمر کو اپنے لشکر کے قیام اور حدود اربعہ کے متعلق مفصل لکھ کر بھیجا اور حضرت عمرؓ کی ہدایت کے مطابق قادسیہ میں ایک ماہ قیام کیا تاہم ایرانیوں میں سے کوئی بھی ان کے مقابلے کیلئے نہ آیا۔ رستم حیلے بہانوں سے جنگ سے گریز کرتا رہا اور اپنی جگہ جالینوس کو فوج کا سپہ سالار مقرر کرنے کا مشورہ دیا مگر بادشاہ یزدجر کے سامنے رستم کی ایک نہ چلی اور اسے لشکر کو ساتھ لے کر نکلنا پڑا۔

حضرت عمر نے حضرت سعد کو لکھا کہ رستم کے پاس دعوت اسلام دینے کیلئے تم ایسے لوگوں کو بھیجو جو وجیہ، عقل مند اور بہادر ہوں۔ رستم نے مدائن سے قادسیہ پہنچنے تک چار ماہ کا عرصہ لگایا۔ اس کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ رستم نے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اگلی صبح اسلامی لشکر کا جائزہ لیا اور مسلمانوں کو واپس جانے کا مشورہ دیا اور صلح کی پیش کش کی جسے مسلمانوں نے ٹھکرا دیا۔ مسلمانوں کی جانب سے سب سے پہلے حضرت ربیع بن عامر رستم کے پاس گئے۔ حضرت ربیع نے تین باتیں رستم کے سامنے رکھیں کہ آپ لوگ اسلام لے آئیں ہم آپ کا پیچھا چھوڑ دیں گے اور آپ کے ملک سے بھی ہمیں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ یا پھر ہمیں جزیہ دیں جسے قبول کر کے ہم آپکی حفاظت کریں گے۔ یا پھر آپ سے لڑائی ہو گی۔ حضرت ربیع کے بعد حذیفہ بن محصن اور مغیرہ بن شعبہ بھی رستم کے پاس گئے اور وہی بات کہی۔ رستم نے سخت برہم ہو کر قسم کھا کر کہا کہ آفتاب کی قسم کل دن مکمل نکلنے بھی نہ پائے گا کہ ہم اس سے قبل ہی تم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مسلمانوں اور اہل فارس کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچایا۔ سورج غروب ہونے کے بعد تک لڑائی جاری رہی۔ پہلے روز قبیلہ بنو اسد کے پانچ سو مسلمان شہید ہوئے۔ اس دن کو یوم ارماس کہا جاتا ہے۔ دوسرے روز صبح ہوئی تو حضرت سعد نے سب شہداء کو دفنایا اور زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کیا تا کہ وہ ان کی دیکھ بھال کریں۔ اسی دوران ملک شام سے مسلمانوں کو کمک موصول ہوئی۔ حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اس کمک کے امیر تھے۔ اس کے اگلے حصہ پر حضرت قعقاع بن عمرو امیر تھے۔ قعقاع بہت جلد سفر طے کر کے اغواث کی صبح عراق کے لشکر میں پہنچ گئے اور پہنچتے ہی دشمن سے مبارزت طلب کی۔ یہ سن کر بہمن جادویہ مقابلہ کیلئے نکلا دونوں میں مقابلہ ہوا اور حضرت قعقاع نے اسے قتل کر دیا۔ مسلمان بہمن جادویہ کے قتل اور مسلمانوں کے امدادی لشکر کی وجہ سے بہت خوش تھے۔ اگلے روز صبح سے لے کر دوپہر تک فریقین کے گھڑ سوار مقابلہ کرتے رہے جب دن آدھے سے زیادہ گزر گیا تو عمومی جنگ شروع ہوئی جو آدھی رات تک جاری رہی یہ دوسرا دن یوم اغواث کہلاتا ہے اور یہ دن مسلمانوں کے نام رہا یعنی اس میں مسلمانوں کو کامیابی ملی۔ تیسرے دن کی صبح ہوئی تو دونوں لشکر اپنے اپنے مورچوں میں تھے۔ اس روز خون ریز جنگ ہوئی۔ اسے یوم عماس کہتے ہیں۔

عشاء کی نماز کے بعد دوبارہ گھمسان کا رَن پڑا کہا جاتا ہے کہ اس وقت تلواروں کی آوازیں یوں سنائی دے رہی تھیں جیسے لوہاروں کی دوکانوں میں لوہا کاٹا جا رہا ہو۔ ساری رات حضرت سعد بھی جاگتے رہے اور اللہ کے حضور دعا میں مشغول رہے۔ عرب وعجم نے اس رات جیسا واقعہ کبھی مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ صبح ہوئی تو مسلمانوں کا جوش وجذبہ برقرار تھا اور وہ غالب رہے۔ چوتھی صبح پھر دوپہر تک لڑائی جاری رہی اور ایرانی پسپائی اختیار کرتے رہے اس کے بعد رستم پر حملہ کیا گیا تو وہ دریائے عتیق کی طرف بھاگ نکلا۔ جب اس نے دریا میں چھلانگ لگائی تو ہلال نامی مسلمان نے اسے پکڑ لیا اور گھسیٹ کر خشکی پر لے آیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ رستم کے قتل کی خبر سے اہل فارس شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس دن کو یوم قادسیہ کہا جاتا ہے۔

حضرت عمر کو فتح کی خبر ملی تو آپ نے مجمع میں فتح کی خوش خبری سنائی اور اسکے بعد ایک پراثر تقریر کی۔ آپ نے حکم بھیجا کہ لشکر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے اور فوج کی دوبارہ تنظیم وترتیب کی جائے اور دوسرے قابل اصلاح امور کی طرف توجہ دی جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو یہ ہدایت بھجوائی کہ پیشتر اسکے کہ شاہِ ایران کے ساتھ جنگ کی جائے تمہارا فرض ہے کہ ایک نمائندہ وفد شاہِ ایران کے پاس بھیجو اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دو۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کے ملنے پر ایک وفد یزدجرد کی ملاقات کیلئے بھجوا دیا۔ وفد کے رئیس حضرت نعمان بن مقرن کھڑے ہوئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اسلام کو پھیلائیں اور دنیا کے تمام لوگوں کو دین حق میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔ اس حکم کے مطابق ہم آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہیں اور آپ کو اسلام میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ یزدجرد اس جواب سے بہت برہم ہوا۔ کہنے لگا کہ تم ایک وحشی اور مردار خوار قوم ہو۔ تمہیں اگر بھوک اور افلاس نے اس حملہ کیلئے مجبور کیا ہے تو میں تم سب کو اس قدر کھانے پینے کا سامان دینے کیلئے تیار ہوں کہ تم اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکو۔ تم یہ چیزیں لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ تم ہم سے جنگ کر کے اپنی جانوں کو کیوں ضائع کرنا چاہتے ہو۔ جب وہ بات ختم کر چکا تو اسلامی وفد کی طرف سے حضرت مغیرہ بن زرارہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا۔ آپ نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے بالکل درست ہے۔ ہم واقعہ میں ایک وحشی اور مردار خور قوم تھے۔ سانپ اور بچھو اور ٹڈیاں اور چھپکلیاں تک کھا جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور اس نے اپنا رسول ہماری ہدایت کیلئے بھیجا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے اس کی باتوں پر عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہم میں ایک انقلاب پیدا ہو چکا ہے۔ اور اب ہم میں وہ خرابیاں موجود نہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اب ہم کسی لالچ میں آنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہماری آپ سے جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اب اس کا فیصلہ میدانِ جنگ میں ہی ہوگا۔ یزدجرد نے یہ بات سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے ایک نوکر سے کہا کہ جاؤ اور مٹی کا ایک بورا لے آؤ۔ مٹی کا بورا آیا تو اس نے اسلامی وفد کے سردار کو آگے بلایا اور کہا کہ چونکہ تم نے میری پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے اس لئے اب اس مٹی کے بورے کے سوا تمہیں اور کچھ نہیں مل سکتا۔ وہ صحابی نہایت سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھے انہوں نے اپنا سر جھکا دیا اور مٹی کا بورا اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا پھر انہوں نے ایک چھلانگ لگائی اور تیزی کے ساتھ اس کے دربار سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے کہا کہ آج ایران کے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی زمین ہمارے حوالے کر دی ہے اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے نکل گئے۔ بادشاہ نے جب ان کا یہ نعرہ سنا تو وہ کانپ اٹھا اور اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ دوڑو اور مٹی کا بورا ان سے واپس لے آؤ۔ یہ تو بڑی بدشگونی ہوئی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی مٹی ان کے حوالے کر دی ہے مگر وہ اس وقت تک گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت دور جا چکے تھے۔ لیکن آخر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا اور چند سال کے اندر اندر سارا ایران مسلمانوں کے ماتحت آ گیا۔

حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ یہ عظیم الشان تغیر مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا؟ اسی لئے کہ قرآنی تعلیم نے انکے اخلاق اور ان کی عادات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ انکی سفلی زندگی پر اس نے ایک موت طاری کر دی تھی اور انہیں بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ پس قرآنی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حقیقی انقلاب آیا کرتے ہیں۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad